بسم اللہ الرحمن الرحیم
فاعتبروا یا اولی الابصار
تو عبرت لو اے آنکھ والو
آئینۂ حق نما
تصنیف
حضرت مولانا مفتی محمد عثمان رضوی
ناشر
زاہد ملت ٹرسٹ علی پٹی شریف ضلع مہوتری (نیپال)

بسم الله الرحمن الرحيم

فاعتبرو يا اولى الابصار

تو عبرت لواے آنکھ والو

آئینہء حق نما

کتاب مفتی اعظم نیپال کا دنداں شکن جواب مبنی بر حقائق وصواب

تصنیف

فقیہ عصر حضرت مولانا مفتی محمد عثمان رضوی قاضی شریعت وصدر مفتی

مرکزی دار القضا والافتاء ادارۂ شرعیہ جنکپور (نیپال)

ناشر

زاہد ملت ٹرسٹ علی پٹی شریف ضلع مہوتری نیپال

سلسلہ اشاعت : نمبر (۱)

نام کتاب : آئینہء حق نما

مصنف : الحاج مفتی محمد عثمان رضوی (بیلا)

پروف ریڈنگ : مولانا محمد اسلم القادری مدرسہ جنکپور۴

کمپوزنگ : مولانا محمد مصطفیٰ رضا مصباحی (بیلا)

سن اشاعت : ۱۴۳۶ھ ۲۰۱۵ء

ناشر : زاہد ملت ٹرسٹ علی پٹی شریف

تعداد : ۱۱۰۰/ گیارہ سو

قیمت :

فہرست

تقریظ پر تنویر

قائدملت مناظر اہلسنت مفکر دین وملت حضرت علامہ الحاج مفتی عبدالمنان صاحب کلیمی، مفتی شہر مرادآباد وصدر مجلس علمائے ہند۔

نحمده و نصلی علی رسوله الکریم

اما بعد! زیرنظر رسالہ کتاب مفتی اعظم نیپال کا دندان شکن جواب ہے۔ مفتی اعظم نیپال مولانا جیش محمد صاحب بہت سارے وجوہ سے ہمیشہ متنازع رہے ہیں فقیر راقم السطور نے بہت قریب سے ان کو جانا اور دیکھا ہے۔ اسلام وسنت اور مسلک اعلیٰ حضرت کی تبلیغ واشاعت کے نام پر اپنی ذاتی نمود ونمائش اور شخصی وقومی برتری وفوقیت کو ترجیح دینا ان کی فطرت ثانیہ ہے۔

زیر بحث موضوع کے تعلق سے فقیر راقم السطور کا موصوف سے کئی بار مباحثہ و مناظرہ اور علمی وتحقیقی تبادلہ خیال ہو چکا ہے لیکن وہ ہر بار خائف وخاسر اور شکشت خوردہ ثابت ہوئے۔

ماضی بعید میں مولانا جیش محمد صاحب صدیقی نے جناب مولانا حافظ قاری زاہد حسین صاحب قادری مجیبی علیہ الرحمہ کے ایمان وکفر کا معاملہ علاقہ ترائی نیپال میں بڑے شدومد سے اٹھایا۔ شروع دور میں یہ موضوع صرف علمائے اہلسنت کے درمیان رہا چنانچہ اسی دور میں فقیر راقم السطور کا اس موضوع پر شیر بہار حضرت علامہ مفتی محمد اسلم صاحب رضوی علیہ الرحمہ کی موجودگی میں جامعہ حنفیہ جنکپور دھام میں، اور دوسری بار

حضرت سیدی ومخدومی تاج الشریعہ حضرت علامہ اختر رضا خانصاحب ازہری مدظلہ العالی کے روبرو مرکزی دارالافتاء بریلی شریف میں مولانا جیش محمد صاحب صدیقی سے مباحثہ ہو چکا ہے جس میں وہ بری طرح لاجواب ہو چکے ہیں پھر رفتہ رفتہ یہ معاملہ عوام الناس میں لایا گیا جس کے نتیجے میں کھلے عام ایک دوسرے کو کافر ومرتد کہا جانے لگا۔

یہاں تک کہ یہ معاملہ مرکز اہلسنت بریلی شریف پہنچا اور مرکز کی ہدایت پر ایک فیصل بورڈ تشکیل دیا گیا۔ فیصل بورڈ نے بڑی تحقیق وجستجو اور غور وفکر کے بعد ایک فیصلہ صادر فرمایا جسکو کھلے عام مولانا جیش محمد صاحب اینڈ کمپنی نے ماننے سے انکار کردیا۔

یہاں تک کہ شدہ شدہ یہ معاملہ دب گیا اور جماعت اہلسنت کے مابین انتشار واختلاف کا زخم بھی مندمل ہونے لگا اور بڑی تیزی سے اس علاقہ میں اسلام وسنت اور مسلک اعلیٰ حضرت کی تبلیغ واشاعت ہونے لگی۔

لیکن مفتی اعظم نیپال اپنی فطرت ثانیہ کے تقاضوں کے سامنے مجبور ہوگئے اور دوبارہ ان کے چمچوں نے خاص طور پر ان کے معتمد خاص اور رازہائے سربستہ کے امین مولوی احمد حسین برکاتی نے کتاب مفتی اعظم نیپال میں جناب مولانا حافظ زاہد حسین صاحب علیہ الرحمہ سے متعلق مولانا جیش محمد صاحب اور انکے کچھ ہمنواؤں کے غیر تحقیقی فتاوی اور غیر معیاری تصدیقات شائع کرکے جلتے آگ پر زبردست انداز سے تیل کا کام کیا ہے۔

یہ کیا ستم ظریفی ہے کہ مولانا جیش محمد صاحب حضرت علامہ قاضی عبدالرحیم صاحب اور

حضرت محدث کبیر صاحب اور حضرت شیر بہار صاحب اور دیگر علمائے اہلسنت کے سامنے ہمیشہ یہ کہتے رہے کہ میں نے حافظ زاہد حسین علیہ الرحمہ کے بارے میں نہ کچھ کہا ہے اور نہ کچھ کیا ہے اور نہ کوئی تحریر دی ہے اور نہ کوئی فتوی لکھا ہے۔

مگر اب جو کتاب شائع ہوئی ہے اس میں جناب حافظ زاہد حسین علیہ الرحمہ کے بارے میں مکمل مولانا موصوف کا فتوی بے مثال موجود ہے۔اس دورخی نظریہ وعمل کا صحیح جواب مولانا جیش محمد صاحب ہی دے سکتے ہیں یا ان کے سب سے بڑے کرچھل مولوی احمد حسین برکاتی۔

جواب اور جواب الجواب اور تمامتر بحث وتمحیص سے قطع نظر میں مولانا جیش محمد صاحب کو جناب حافظ زاہد حسین علیہ الرحمہ کے ایمان وکفر کے موضوع پر کھلے اجلاس میں عوام الناس کے سامنے دعوت مباحثہ دیتا ہوں۔

زیر نظر کتاب فخر نیپال امین شریعت حضرت علامہ مفتی محمد اسرائیل صاحب رضوی (خلیفہ اعظم نقیب الاشراف سید السادات حضرت علامہ سید یحیٰ حسن میاں صاحب علیہ الرحمہ والرضوان سجادہ نشین خانقاہ عالیہ قادریہ برکاتیہ مارہرہ شریف) کی سرپرستی میں فاضل گرامی حضرت علامہ مفتی محمد عثمان صاحب رضوی نے مولانا جیش محمد صاحب صدیقی سے متعلق تحریر کی گئی کتاب مفتی اعظم نیپال کے جواب میں لکھی ہے۔اور ماشاء اللہ موصوف نے اس کتاب میں علم وتحقیق کے ہر محاذ پر مولانا جیش محمد صاحب کا خوب تعاقب کیا ہے۔

حضرت علامہ مفتی محمد عثمان صاحب رضوی کی کتاب بہت سارے حقائق و معارف پر مبنی ہے اور کافی غور وفکر اور تلاش وجستجو کے بعد یہ کتاب لکھی گئی ہے اس کتاب سے جناب حافظ زاہد حسین صاحب علیہ الرحمہ کے ایمان وعقیدہ کے بارے میں تمام تر غلط پروپگنڈہ غلط ثابت ہو جائیں گے اور ہر قاری یہ کہنے اور ماننے پر مجبور ہوگا کہ یہ کتاب ''جیسا کا تیسا'' ہے۔

اس کتاب کی تحریر واشاعت پر مصنف کتاب اور جملہ احباب واعوان کو میں مبارکباد پیش کرتا ہوں اور ان کی صحت وسلامتی اور خیر وبرکت کے لئے دعاء گو ہوں۔

وماتوفیقی الا باللہ

فقط

ابوالضیاء محمد عبدالمنان کلیمی عفی عنہ

مفتی شہر مرادآباد وصدر مجلس علمائے ہند

☆☆☆☆☆☆☆

آغاز سخن

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نَحمَدُہٗ وَ نُصَلِّی عَلٰی رَسُوْلِہِ الکَرِیْم

منظور ہے گذارش احوال واقعی
ورنہ بیان حسن طبیعت نہیں مجھے

استاذ العلما حضرت علامہ مولانا الحاج الشاہ حافظ محمد زاہد حسین قادری مجیبی علیہ الرحمہ جو اس علاقہ نیپال کے اول باعمل عالم دین اور محسن اعظم تھے جن کی بے پناہ کوششوں سے اس علاقہ میں دین کی شمع روشن ہوئی اور ان کی دینی ومسلکی خدمات عالیہ سے سنیت کا فروغ ہوا۔ان کے انتقال کے بعد ان کے ایمان و اسلام کے خلاف برادرانہ عصبیت کی بنا پر مولانا جیش محمد صاحب اختلاف و انتشار کا بازار آج سے ۲۹/ برس قبل گرم کیئے۔ جب کے ان کی زندگی بھر ادب و احترام کے ساتھ ان سے اختلاط رکھتے رہے۔

جب اس علاقہ میں اہلسنت و جماعت کے مابین اختلاف وانتشار کی بات ہم اہلسنت کے مرکز عقیدت بریلی شریف تک پہونچی تو اس کے تصفیہ کی غرض سے تاج

الشریعہ حضرت علامہ مفتی اختر رضا خاں ازہری صاحب قبلہ مدظلہ العالی نے تین افراد پر مشتمل ایک فیصل بورڈ قائم فرما دیا۔نہایت تحقیق وتفتیش کے بعد حضرت حافظ زاہد حسین علیہ الرحمہ کے ایمان واسلام کو دلائل و براہین کی روشنی میں فیصل بورڈ نے ثابت فرما دیا۔ جبکہ مولانا جیش محمد صاحب کے دلائل وشواہد کو ثبوت غیر قطعی قرار دیکر مسترد کر دیا۔جس سے اختلاف وانتشار کا شعلہ تھم گیا مگر معمولی سی چنگاری باقی رہی۔علاقہ کے عوام وخواص اس معاملہ کو آہستہ آہستہ فراموش کرنے لگے کہ ۲۹/ برس بعد مولانا جیش محمد صاحب کی رگ نفسانیت پھڑکی اور ایک کتاب لکھوا کر اس دبے ہوے معاملہ کی آگ کو شعلہ زن پھر بنا دیا۔تو احقاق حق کے پیش نظر زیر نظر کتاب معرض تحریر میں لائی گئی ہے۔تاکہ اہل علاقہ بخوبی ذہن نشیں کرلیں اور یہ سمجھ لیں کہ حق کیا ہے اور ناحق کیا ہے۔ مجھے کسی کی تذلیل و تحقیر مقصود نہیں۔ یہ اور بات ہے کہ حق بات کڑوی ہونے کی وجہ کر کچھ لوگوں کے حلق کے نیچے نہ اتر سکے۔

من آنچہ شرط بلاغ است با تو می گویم
تو خواہ از سخنم پند گیرو خواہ ملال

محمد عثمان رضوی

۲۷/ جمادی الاولی ۱۴۳۶ھ

☆☆☆☆☆

۹۲/۸۶ء

قابل توجہ کچھ مسائل ضروریہ

سرکار اعلیٰ حضرت مجدد دین وملت امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی علیہ الرحمہ و الرضوان تحریر فرماتے ہیں۔

بالجملہ تکفیر اہل قبلہ واصحاب کلمہ طیبہ میں جرأت وجسارت محض جہالت بلکہ سخت آفت جس میں وبال عظیم ونکال کا صریح اندیشہ والعیاذ باللہ رب العالمین ۔فرض قطعی ہیکہ اہل کلمہ کے ہرقول وفعل کو اگر چہ بظاہر کیسا ہی شنیع وقطیع ہوحتی الامکان کفر سے بچائیں اگر کوئی ضعیف سی ضعیف، نحیف سی نحیف تاویل پیدا ہوجسکی رو سے حکم اسلام نکل سکتا ہوتو اس کی طرف جائیں۔اوراس کے سوا ہزار احتمال جانب کفر جاتے ہوں خیال میں نہ لائیں۔ احتمال اسلام چھوڑ کر احتمالات کفر کی جانب جانے والے اسلام کو مغلوب اور کفر کو غالب کرتے ہیں۔والعیاذ باللہ رب العٰلمین۔

(غیر مترجم فتاویٰ رضویہ جلد پنجم ص ۳۹۹ رسنی دارالاشاعت مبارک پور)

حضرت علامہ ومولانا ابوالعلیٰ مفتی امجد علی صدرالشریعہ علیہ الرحمہ مصنف بہار شریعت تحریر فرماتے ہیں:

ایک شخص مرا جس کا کافر ہونا معلوم تھا مگر اب ایک مسلمان اس کے مسلمان ہونے کی شہادت دیتا ہے اس کے جنازہ کی نماز پڑھی جائیگی۔اور مسلمان مرا اور ایک شخص اس کے مرتد ہونے کی شہادت دیتا ہے تو محض اس کے کہنے سے اسے مرتد قرار نہیں دیا جائیگا اور جنازہ کی نماز ترک نہیں کی جائیگی۔

(بہار شریعت حصہ ۱۶، ص ۲۲۰)

☆☆☆☆☆

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

زاہد ملت کی شخصیت

اڑائے کچھ ورق لالہ نے کچھ نرگس نے کچھ گل نے
چمن میں ہر طرف بکھری پڑی ہے داستاں تیری

استاذ العلما حضرت علامہ الحاج مولا حافظ زاہد حسین صاحب مجیبی علیہ الرحمہ ملک نیپال کے اس علاقہ کے سب سے اول عالم دین و حافظ قرآن تھے۔آپ جہاں ایک عابد شب زندہ دار تھے وہیں تقویٰ و طہارت اور عامل معمولات اہلسنت میں یکتائے روزگار اور مسلک اعلیٰ حضرت کے پاسدار تھے۔آپ حصول تعلیم ہی کے زمانہ میں نماز پنجگانہ کے علاوہ چاشت ،اشراق اور تہجد کے پابند تھے۔حنیف ملت حضرت مولانا محمد حنیف صاحب علیہ الرحمہ جن کا مزار کٹیا مدرسہ کے صحن میں مرجع خلائق ہے وہ حضرت زاہد ملت علیہ الرحمہ کے ساتھ مدرسہ فیض الغرباء میں مصروف تعلیم اور آپ کے ہم سبق تھے وہ جب زاہد ملت کے وصال کے موقعہ پر علی پٹی تشریف لائے اور ان کے چہرہ کی زیارت کرنے گئے تو ان کی پیشانی پر بعد وصال پسینہ ملاحظہ فرمایا جو ارشاد رسول اللہ ﷺ کے مطابق ایک مومن کے خاتمہ بالخیر یعنی بحالت ایمان موت ہونے کی علامت سے ہے تو اس موقعہ پر حضرت حنیف ملت نے فرمایا کہ حافظ زاہد حسین صاحب

جس وقت فیض الغرباء میں طالب علم تھے اسی وقت سے نماز تہجد کے پابند تھے۔ایک رات ایسا ہوا کہ دیر رات تک کتب بینی کرتے رہے سونے میں قدرے تاخیر ہوگئی تہجد کے لئے بیدار نہ ہو سکے جب فجر کی آذان ہوئی تو آنکھ کھلی۔فجر کی نماز ادا کرنے کے بعد نماز تہجد چھوٹ جانے کا اظہار افسوس کرتے اور اپنے نفس سے مخاطب ہو کر یہ کہتے کہ اے نفس میں تجھے اسی لئے کھلاتا ہوں کہ تو موٹی ہو جائے اور مجھ کو یاد خدا سے روک دے۔میں تجھے تین شام تک کھانے نہیں دونگا۔آپ نے ایسا ہی کیا اور تین شام کا کھانا تناول نہیں کیا۔یہ تھا زاہد ملت علیہ الرحمہ کے زمانۂ طالب علمی سے عبادت گزاری کا عالم ۔اور تاحین حیات ان کی عبادت گزاری کی جو کیفیت تھی آج بھی اہل علاقہ سے جوان کی عبادت گزاری ملاحظہ کر چکے ہیں اس کے گواہ ہیں،جس کی نظیر پیش کرنے سے آج بھی باغی زاہد ملت قاصر ہیں

حضرت مولانا رحیم بخش آروی علیہ الرحمہ جو سرکار اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی علیہ الرحمہ کے خلیفہ تھے اور حضرت سید شاہ بدرالدین پھلواری کے مریدان کے قائم کردہ مدرسہ فیض الغرباء آرہ میں حضرت مولانا ابراہیم آروی علیہ الرحمہ جو جماعت اہلسنت کے ایک زبردست جید عالم دین تھے ان کے زیر سایہ رہ کر آپ نے تعلیم حاصل کی اور ۱۳۵۰ھ میں فارغ التحصیل اور دستار فضیلت سے سرفراز ہوئے۔

چونکہ مدرسہ فیض الغرباء آرہ ضلع بھوجپور بہار خلیفہ سرکار اعلی حضرت کا قائم کردہ ہے بایں وجہ اس مدرسہ کے جلسۂ دستار بندی میں جہاں سرکار اعلیٰ حضرت امام احمد رضا

خاں فاضل بریلوی علیہ الرحمہ تشریف لاتے رہے وہیں صوبۂ بہار کے مشہور ومعروف اہلسنت کی خانقاہ مجیبیہ پھلواری کے سجادہ نشیں حضرت شاہ محی الدین پھلواروی علیہ الرحمہ بھی تشریف لاتے رہے اوران دونوں بزرگوں کے درمیان باہمی ملاقات اور بات بھی ہوتی رہی اورایک دوسرے کے احترام کے ساتھ ملتے بھی رہے۔

حضرت زاہدملت علیہ الرحمہ تحصیل علم کے بعد چونکہ آرہ سے پھلواری قریب تر ہے آپ حضرت شاہ محی الدین پھلواروی سے بیعت ہوگئے اورایک مرید کامل کی طرح ان کے عقیدت مند ہوگئے اورتاحین حیات اپنے پیرومرشد کے مزار پر ہرسال حاضری دیتے رہے۔

یہ وہ دور تھا کہ ملک نیپال کے اس علاقہ میں مسلمانوں کے اندر زبردست جہالت تھی۔کسی میانجی کا ملنا بھی بڑا دشوار تھا۔بایں وجہ جب کسی میانجی سے لوگوں کی ملاقات ہوجاتی تو ان کی بڑی عزت کرتے اور بوجہ لاعلمی جاتے وقت ان سے چھڑی پڑھوا کراپنے پاس رکھ لیتے اوراسی چھڑی سے سالہا سال جانور ذبح کرتے اوراس کا گوشت کھاتے۔

آپ کی فراغت کے بعدعلاقہ کے دینی حمیت رکھنے والے چندحجاج کرام نے دینی ادارہ کی ضرورت محسوس کرتے ہوئے ۱۳۵۱ھ میں علی پٹی کے اندر دارالعلوم قادریہ کو قائم فرمایا اوربحیثیت صدرالمدرسین آپ بحال کیئے گئے اورآپ نے دینی تعلیم کا آغاز فرمادیا۔علاقہ سے بچوں کو لاکردینی تعلیم سے مزین اورآراستہ کرنے لگے۔انھیں بچوں

میں مولانا جیش محمد کے چچااورسسر مولوی محمد جمشید بھی تھے جن کوآپ نے دینی تعلیم سے آراستہ کیا اورسنیت کی پہچان کروائی۔کچھ عرصہ کے بعد حافظ جیش محمد بھی درجہ حفظ کے زاہدملت کے شاگرد ہوئے۔اس طرح وہ علی پٹی کے پروردہ اورنمک خوار بنے جس کا تذکرہ مولوی احمد حسین برکاتی نے اپنی کتاب میں دبے لفظ میں کیا ہے۔

☆☆☆☆☆☆

دینی و مسلکی خدمات

آج اس دور سہولیات و پرفتن میں لوگ دس قدم پیدل چلنا اپنی شان اور آن و بان کے خلاف تصور کرتے ہیں مگر زاہد ملت علیہ الرحمہ جس دور میں دینی تبلیغی دورہ شروع فرمائے اس دور میں سواری کی کوئی سہولت فراہم نہ تھی لوگ پاؤں پیدل سفر کرتے تھے۔ چنانچہ آپ نے پیدل ہی جب علاقہ کا دورہ شروع کیا تو دیکھا کہ مسلمان کہلانے والے بہت سے افراد کے یہاں غیر مسلمانہ طور وطریقہ ہے۔ حتی کہ بعض بعض گاؤں میں بعض بعض افراد کے گھروں میں بتوں کی پیڑی بھی ہے جیسے کھیروا، ہارسر، ہنی سروا اور اس کے علاوہ بہت ساری بستیاں۔ جس کے گواہ آج بھی علاقہ کے بوڑھے پرانے لوگ ہیں۔ تو آپ نے غیر مسلمانہ طور وطریقہ کو ختم کیا اور گھر گھر جا کر پیڑی اکھار پھینکا اور اسلام وسنت کا پرچم لہرایا اور نام نہاد مسلمانوں کو پکا اور سچا سنی صحیح العقیدہ مسلمان بنایا۔ جس کا یہ اثر ہوا کہ آج اس علاقہ میں سنیت اور مسلکاً بریلویت برقرار ہے۔ حتی کہ مولینا جیش محمد لُہنوی کی بستی اور گھر میں بھی سنیت انھیں کے دم، خم سے برقرار ہے۔ اگر چہ باغی اب اس حقیقت کو فراموش کر جائے اور اپنی شیخی بگھاڑے۔

آپ نے اپنے زیر سایہ پڑھنے والے لڑکوں سے کسی ایک کو بھی بدعقیدوں کے مدرسہ میں تعلیم کے لئے نہیں بھیجا بلکہ سب کو سنی صحیح العقیدہ مسلک اعلیٰ حضرت کا علم بردار

بناتے ہوئے متوسطات تک تعلیم دے کر اھلسنت وجماعت کے مختلف بڑی درسگاہ میں تعلیم کی تکمیل کے لیئے بھیجتے رہے۔ چنانچہ پاسبان ملت حضرت مولانا الحاج محمد یوسف صاحب رضوی بیلاوی علیہ الرحمہ کو سرکار حضور مفتی اعظم ہند کا قائم کردہ مدرسہ مظہر اسلام بریلی شریف تعلیم کی تکمیل کے لیئے بھیجا اور وہیں سے آپ کی فراغت ۱۳۶۸ھ میں ہوئی اور آپ مرشد کامل شہزادۂ اعلیٰ حضرت حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ سے مرید ہوئے۔ اسی طرح محدث اعظم نیپال حضرت علامہ الحاج مفتی محمد کلیم الدین رضوی علیہ الرحمہ کو دار العلوم قادریہ علی پٹی میں شرح جامی تک کی تعلیم سے آراستہ کر کے مدرسہ فیض الغرباء آرہ ضلع بھوجپور بہار میں اپنے استاذ حضرت مولانا محمد ابراہیم ومولانا محمد اسمٰعیل آروی علیہما الرحمہ جو مسلک اعلیٰ حضرت کے ترجمان تھے ان کی خدمت میں بھیج دیا اور انھوں نے اپنی تعلیم مکمل کیا اور وہیں سے فارغ التحصیل ہوئے۔ یہ اس وقت کی بات ہے کہ مولینا جیش محمد طفل مکتب ہی تھے۔ مدرسہ رضاء العلوم کنھواں ضلع سیتامڑھی کے ایک جلسہ میں جب حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ تشریف فرما ہوئے تھے تو آپ ان کے دست حق پرست پر بیعت ہو گئے۔ اسی طرح حضرت زاہد ملت علیہ الرحمہ اپنے چھوٹے صاحبزادہ حضرت مولانا محمد ساجد حسین رضوی علیہ الرحمہ کو ابتدائی تعلیم سے اپنے پاس رکھ کر مزین فرمائے اور باقی تعلیم کے لیئے دارالعلوم اشرفیہ مبارک پور حضور حافظ ملت علیہ الرحمہ کی بارگاہ میں بھیج دیئے۔ جہاں آپ کے درسی ساتھی حصول تعلیم میں مولانا جیش محمد بھی رہے اور دونوں ایک ساتھ ۱۳۸۶ھ میں دارالعلوم اشرفیہ سے فارغ التحصیل ہوئے۔ فراغت

کے چندسال بعد مولانا ساجد حسین صاحب دارالعلوم قادریہ غوثیہ مرغیا چک سیتامڑھی
میں تدریسی خدمات انجام دینے لگے۔اس وقت مرغیا چک کی عیدگاہ پر دیوبندیوں کا
قبضہ تھااور اندولی پرواہا کا ایک دیوبندی مولوی جو سیتامڑھی کی جامع مسجد میں امامت کرتا
تھا وہی دیوبندی مولوی مرغیا چک کی عیدگاہ میں بھی نماز عیدین کی امامت کرتا تھااور سنی
دیوبندی سبھی لوگ ایک ساتھ نماز عیدین پڑھتے تھے۔غرضیکہ اس وقت سنی اور دیوبندی
کے مابین کوئی خط امتیاز وہاں نہ تھا۔جب مولانا محمد ساجد حسین صاحب ابن زاہد ملت
علیہ الرحمہ وہاں درس وتدریس کا کام انجام دینے لگے اور آپ نے صورت حال دیکھی تو
دیوبندیوں کے عقائد باطلہ سے اپنے سنی عوام کو آگاہ کیا اور دیوبندیوں سے تنفر دلانے کی
سعی بلیغ کرنے میں ہمہ تن مصروف ہوئے اور اپنے حسن تدبر سے مرغیا چک کی عیدگاہ کو
دیوبندیوں کے قبضہ سے نکالا۔جس کے لیئے مقدمہ تک کی نوبت آئی اور مولانا ساجد
حسین صاحب کو سیتامڑھی کے تھانے کی کوٹھری میں بھی بند ہونا پڑا۔بالآخر سنیوں کو
کامیابی ملی اور عیدگاہ پر سنیوں کا قبضہ ہوا۔

۱۳۹۴ھ بماہ ربیع الاول بتاریخ ۲۳؍۲۴؍مرغیا چک کی سرزمین پر آپ نے
ایک عظیم الشان جلسہ کا انعقاد کیا جس میں حضور سید العلماء حضور مفتی اعظم ہند اور حضور
حافظ ملت علیہم الرحمہ کی تشریف آوری ہوئی۔اسی موقعہ پر حضرت مولانا ساجد حسین
صاحب حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ کے دست حق پرست پر بیعت ہوگئے۔

حضرت فخر نیپال مولانا مفتی محمد اسرائیل صاحب رضوی کی فراغت ۱۳۹۰ھ

میں دار العلوم اشرفیہ مبارکپور سے ہوئی۔سرزمین سیوان پر بہار صوبائی سنی کانفرنس
۱۳۸۹ھ میں ہوئی جس میں شبیہ غوث اعظم حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ کے دست گرفتہ
مرید ہوگئے،اسی طرح الحاج مولانا عبدالحمید صاحب قادری مرحوم جو زاہد ملت کے سگے
بھانجہ تھے ان کی تعلیم کی تکمیل کے لیئے آپ نے دارالعلوم اشرفیہ مبارکپور ہی کا انتخاب
فرمایا اور ۱۳۸۹ھ میں وہیں سے فارغ التحصیل ہوئے۔اور راقم الحروف کی تعلیم کی
تکمیل مدرسہ تیغیہ انوار العلوم ماری پور مظفر پور زیر سایہ حضرت علامہ جید القادری
صاحب ہوئی اور حضرت شیخ المشائخ شاہ تیغ علی علیہ الرحمہ کا قائم کردہ مدرسہ علیمیہ انوار
العلوم سرکا نہی شریف سے بموقعہ عرس شاہ تیغ علی دستار بندی ۱۳۹۲ھ میں ہوئی۔علاوہ
ازیں بلبل نیپال مولانا محمد سعادت حسین اشرفی کی دستار بندی منظر اسلام بریلی شریف
اور الحاج مفتی عبد العزیز صاحب رضوی کی فراغت مظہر اسلام سے ہوئی،مولانا محمد
حبیب اللہ صاحب رضوی مصباحی بیلاوی کی فراغت دارالعلوم اشرفیہ مبارکپور سے ہی
ہوئی۔

خلاصہ یہ کہ زاہد ملت علیہ الرحمہ کے تمامی شاگردان بلا واسطہ یا بالواسطہ سنی صحیح
العقیدہ مسلک اعلیٰ حضرت کے علمبردار اور شہزادۂ اعلیٰ حضرت سیدنا سرکار حضور مفتی اعظم
ہند علیہ الرحمۃ والرضوان کے دس گرفتہ ہیں۔اور یہ سب حضرت زاہد ملت علیہ الرحمہ کے
دینی ومسلکی خدمات جلیلہ ہی کا ثمرہ ہے اگر ان میں بدعقیدگی کا شائبہ ہوتا تو جس طرح
آپ علاقہ کے اول عالم دین تھے اور آپ ہی کے مساعی جمیلہ سے اس علاقہ میں علماء

پیدا ہوئے اپنے شاگردوں کو بدعقیدوں کے مدرسوں میں بغرض تعلیم بھیجتے اوراس طرح پورے علاقہ میں بدعقیدگی پھیلا دیتے کیونکہ " كُلُّ اِنَاءٍ يَتَرَشَّحُ بِمَا فِيْه " " ہر برتن سے وہی ٹپکتا ہے جواس میں ہوتا ہے" اورآج یہ علاقہ خالص سنی صحیح العقیدہ مسلک اعلیٰ حضرت کا علم بردار نہ ہوتا بلکہ مولانا جیش محمد کے گھرانے اوران کی بستی لُہنا میں بھی سنیت نہ ہوتی۔غرضیکہ خود زاہد ملت اور ان کے شاگردان مسلک اعلیٰ حضرت کی ترویج و اشاعت میں ہمہ تن مصروف رہے اورتا ہنوزان کے شاگردان اور حامیان بذریعہ تقریر و تحریراورایف ایم (FM) وہابیوں کے تمامی اعتراضات کے جوابات دیکر تحفظ مسلک میں سرگرم عمل ہیں۔حتیٰ کہ حضرت زاہدملت اوران کے اول شاگرد حضرت پاسبان ملت علیھما الرحمہ مانا پٹی اور چکنا بھکراہا ان دوبستیوں میں وہابیوں کے سربرآورہ مولوی عین الحق بلکٹوی سے مناظرہ کیئے اور وہابی مولوی کوشکشت فاش دیئے اور میدان چھوڑ کر بھاگنے پر مجبور کردیئے۔اسی طرح جب نوسو بیگھہ کے وہابیوں نے مناظرہ کی بات کی تو اس موقعہ پرحضورمحدث اعظم نیپال مفتی محمد کلیم الدین علیہ الرحمہ کی معیت میں راقم السطوراورعلاقہ کے چندعلماء اہلسنت نوسوبیگھہ پہونچے مگر وہابی مولوی کا ایک فرد حاضر نہیں آیا۔جس سے وہاں کے وہابیوں کی رسوائی ہوئی۔جس کے گواہ آج بھی نوسوبگھہ کےعوام وخواص ہیں۔

اسی پر بس نہیں بلکہ ایک بارمولوی شمس الحق بلکٹوی جومولوی عین الحق بلکٹوی کا برادر اصغر اور مدرسہ سلفیہ بنارس کا شیخ الحدیث تھا جنکپور آیا اور مولانا جیش محمد کو

چیلنج (Challange) مناظرہ کیا تو انھوں نے علاقائی تمامی علماء اہلسنت کو فی الفور جنکپوراپنے مدرسہ میں بلایا۔علاقہ کے اکثر علماء اہلسنت مسلک اعلیٰ حضرت کے تحفظ کے جذبہ کے تحت تشریف فرما ہوگئے۔راقم الحروف بھی اس میں موجود تھا۔خصوصًا محدث نیپال حضرت العلام الحاج مفتی محمد کلیم الدین صاحب رضوی علیہ الرحمہ بھی تشریف فرماتھے۔مولوی شمس الحق جوجنکپورمیں اسحاق انصاری وہابی کے گھر ٹھہرا تھا وہاں سے عربی ادب کی ایک کتاب دیوان متنبّی کے چند سخت اشعار لکھ بھیجا اور مولانا جیش کو یہ لکھا کہ ان اشعار کواعراب سے مزین کیجئے اور سلیس اردو میں ترجمہ کیجئے۔مولانا جیش محمد جن کواپنی عربی دانی پر بڑا ناز ہے پڑھنے کے بعد اغل بغل جھانکنے لگے چہرہ پر پسینہ نمودار ہوگیا اوران کی عربی دانی عریاں ہوکر رہ گئی۔تو ایسے موقعہ پرزاہدملت ہی کے شاگردمحدث نیپال حضرت العلام مفتی محمد کلیم الدین صاحب رضوی علیہ الرحمہ جن کوعربی ادب پرمہارت حاصل تھی انھوں نے قلم برداشتہ ان اشعار پراعراب لگائے اور سلیس اردو میں ترجمہ تحریرفرماتے ہوئے مولوی شمس الحق سے عربی میں چند سوالات کردیئے اور یہ تحریرفرمایا کہ اس کے جوابات عربی میں لکھیں۔اورمولوی شمس الحق بلکٹوی کومرعوب کرنے کی غرض سے اس کاغذ پراپنے دستخط کے نیچے تحریرفرمائے تلمیذ (شاگرد) شیر نیپال حضرت مولانا جیش محمد صاحب۔حالانکہ آپ مولانا جیش محمد سے علم وعمر میں بہت سنیر (Senior) تھے۔تاکہ وہابی مولوی شمس الحق یہ سوچنے پرمجبور ہوجائے کہ ان کے شاگردکی علمی صلاحیت ایسی ہے تو خودان کی اپنی صلاحیت کا عالم کیا ہوگا۔آخر کار وہی ہوا

کہ اہلسنت کی جانب سے بھیجے گئے جواب اور سوال کو مولوی شمس الحق پڑھنے کے بعد یہ سمجھنے پر مجبور ہو ہی گیا کہ   ہر بیشہ گماں مبر کہ خالیست

شاید کہ پلنگ خفتہ باشد

نتیجتاً مولوی شمس الحق راتوں رات بھاگ نکلا۔ جس کے گواہ آج بھی علاقہ کے علماء اہلسنت اور جنکپور اور اس کے قرب و جوار کی عوام ہیں۔ کیا مولانا جیش محمد اور ان کے حامیان زاہد ملت کے شاگرد کا یہ احسان فراموش کر جائیں گے؟ مگر ان تعلیٰ و برتری باز بے وفاؤں سے کوئی بعید بھی نہیں۔ غرضیکہ مسلک اعلیٰ حضرت کے تحفظ و بقا کے لیئے حامیان زاہد ملت علماء اہلسنت ہمہ وقت سینہ سپر رہے اور ہیں۔ جبکہ باغیان زاہد ملت خواب خرگوش میں پڑے ہے۔

☆☆☆☆☆

مولانا جیش محمد اور تعظیم زاہد ملت

قارئین حضرات! ماسبق تحریر سے یہ معلوم ہو گیا ہو گا کہ مولانا جیش محمد اور ان کے چچا و خسر مولوی محمد جمشید علی پٹی کے پروردہ اور نمک خور ہیں۔ اس لیئے جب تک زاہد ملت حضرت حافظ زاہد حسین علیہ الرحمہ باحیات رہے مولانا جیش محمد ان کو اپنا استاد جان مان کر ان کی تعظیم و توقیر کرتے رہے۔ بسا اوقات آپ جنکپور ان کے مدرسہ میں تشریف لے جاتے تو وہ خود بھی ان کی تعظیم کے لئے کھڑے ہو جاتے اور اپنے طالب علموں کو بھی حکم دیتے کہ تم لوگ کھڑے ہو جاؤ۔ اور جا بہ جا ان کے ساتھ کبھی جلسہ کبھی محفل میلاد اور کبھی مدرسہ و مسجد کی سنگ بنیاد میں شریک ہوتے رہے۔ آج بھی سکھوا مہیند رنگر ضلع دھنوسا کی سرزمین اور وہاں کے لوگ گواہ ہیں کہ وہاں کے مدرسہ کے سنگ بنیاد کے موقعہ پر جہاں زاہد ملت تشریف فرما تھے وہیں مولانا جیش محمد بھی موجود تھے۔ مولانا جیش محمد نے زاہد ملت سے دعاء کروائی اور یہ کہا کہ حضرت آپ اپنے دست مبارک سے بنیاد کی پہلی اینٹ رکھ دیں۔ یہ بکری ۲۰۴۱ سال کی بات ہے۔

مولانا جیش محمد نے جنکپور میں پہلی بار ایک جلسہ بنام سرکار مدینہ بماہ ربیع النور شریف ۱۳۹۴ھ کیا تھا۔ جس کے پوسٹر میں حضرت حافظ زاہد حسین کا نام استاذ العلماء اور دیگر بڑے القاب و آداب کے ساتھ نمایا جگہ موٹے رسم الخط میں دیا تھا۔ آج بھی وہ

پوسٹر اگر کسی کے پاس ہوتو دیکھ سکتا ہے۔اسی جلسہ میں حضور سید العلماء اور حضور حافظ ملت
علیہما الرحمہ تشریف لائے تھے تو پھلواری کے چند مُریدوں کو حضور سید العلماء کے ہاتھ
پر مولانا جیش محمد صاحب نے مرید کروائے جس سے حضرت حافظ زاہد حسین کو صدمہ ہوا
اور پھلواری کے افراد کے نام خط لکھا مگر وہ دونوں خطوط ڈاک کے حوالہ ہونے کے بجائے
مولانا جیش محمد کے جھنجھبیل یعنی زنبیل کے حوالہ ہوگئے اور انھوں نے مال مسروق
کی طرح چھپا رکھا۔

مزید براں مولانا جیش محمد کے بہنوئی حافظ خلیل الرحمٰن بردا ہوی ۱۴۰۶ھ بماہ
شعبان المعظم ڈاکوؤں کے حملہ میں شدید زخمی ہوئے دوران علاج جنکپور اسپتال میں ان
کا انتقال ہوا۔اپنے سسرال لہنا میں مدفون ہوئے۔بموقعہ چہلم ان کے ایصال ثواب کی
مجلس بماہ شوال المکرّم ۱۴۰۶ھ مولانا جیش کے دروازہ پر ہوئی جس کی صدارت
حضرت حافظ زاہد حسین علیہ الرحمہ نے فرمائی۔اس اسٹیج پر مولانا جیش محمد کی تقریر مَـــن
قتل مؤمنًا متعمدًا کے موضوع پر ہوئی۔اور رات کو عشاء کی نماز انھوں نے زاہد ملت
کی اقتداء میں پڑھی۔صبح بعد نماز فجر حافظ خلیل الرحمٰن کی قبر پر چادر پوشی ہوئی۔اس وقت
اس پروگرام میں علاقہ کے اکابر علماء کرام موجود تھے۔ان تمامی موجودین علماء میں
حضرت زاہد ملت علیہ الرحمہ کو معظم و بزرگ جان کر مولانا جیش محمد نے ان سے دعاء
کروائی۔جس کے گواہ علماء کے علاوہ مسلمانان لُہنا اور خود حافظ خلیل الرحمٰن صاحب مرحوم
کے صاحبزادہ بھی ہیں اور مجھے امید ہے کہ مولانا جیش محمد صاحب بھی اس حقیقت کا انکار

نہیں کریں گے۔

دار العلوم قادریہ علی پٹی کے زیر اہتمام سرزمین علی پٹی پر ایک تاریخ ساز عظیم
الشان تاجدار مدینہ کانفرنس ۱۳۹۹ھ میں ہوئی تھی۔اس کانفرنس میں ملک نیپال کے
اس علاقہ کے تمامی علماء اہلسنت بشمولیت مولانا جیش محمد صاحب تشریف فرما ہوئے
تھے۔علاوہ ازیں ہندستان کے بہت سارے اکابر علماء اہلسنت خصوصاً بحر العلوم حضرت
علامہ مفتی عبد المنان صاحب اعظمی، فاتح انگلینڈ حضرت علامہ ارشد القادری علیہما الرحمہ،
محدث کبیر حضرت علامہ ضیاء المصطفیٰ صاحب قادری اور مناظر اہلسنت حضرت علامہ
مفتی عبد المنان صاحب کلیمی تشریف فرما ہوئے تھے۔تاجدار مدینہ کانفرنس کا پہلا اجلاس
زیر صدارت حضرت حافظ زاہد حسین علیہ الرحمہ ہوا۔اسٹیج پر مولانا جیش صاحب بھی موجود
تھے۔رات کے پہلے اجلاس کے بعد دن کے حصہ میں نو ۹ بجے سے ہندو نیپال کے علماء
اہلسنت پر مشتمل ایک نشست زیر صدارت حضرت علامہ ارشد القادری علیہ الرحمہ ہوئی۔
مولانا عبد المنان کلیمی کے ایماء پر اس نشست میں ایک تنظیم بنام تنظیم المدارس کا قیام عمل
میں آیا۔اور اس کے عہدہ داران منتخب کیئے گئے۔

سرپرست = حضرت حافظ زاہد حسین صاحب مجیبی علیہ الرحمہ
صدر = مولٰینا جیش محمد صاحب صدیقی برکاتی مدرسہ حنفیہ غوثیہ جنکپور
نائب صدر = مولٰینا محمد ساجد حسین صاحب رضوی ابن زاہد ملت علیہ الرحمہ
سکریٹری = مولٰینا مفتی محمد اسرائیل صاحب رضوی مدرسہ قادریہ علی پٹی

نائب سکریٹری = خود راقم السطور

خازن = مولیٰنا عبدالحمید صاحب قادری علیہ الرحمہ

اور علاقہ کے مدارس اسلامیہ کے صدر المدرسین ونظماء ارکان مقرر ہوئے۔ رجسٹر پر تمامی علماء کے دستخط بھی ثبت ہوئے۔

حضرت حافظ زاہد حسین علیہ الرحمہ کے وہ دو خطوط جن کو بنیاد بنا کر مولانا جیش محمد صاحب ان کے ایمان و اسلام سے اختلاف کرتے ہیں وہ خطوط مولانا جیش محمد صاحب کے پاس ۱۳۹۴ھ سے موجود تھے۔ مذکورہ بالا اکابر علماء اہلسنت جو ۱۳۹۹ھ تاجدار مدینہ کانفرنس علی پٹی میں جلوہ بار تھے کیوں نہیں ظاہر کیا؟ جبکہ شب و روز کے اجلاس میں حضرت حافظ زاہد حسین بھی تشریف فرما تھے۔ پھر یہ کہ ۱۳۹۴ھ کے اپنے جلسہ کے موقعہ سے جس بنیادی وجہ کے پیش نظر پھلواری کے چند مُریدین کو حضور سید العلماء علیہ الرحمہ سے دوبارہ مرید کروائے وہ بنیادی وجہ اس وقت حضرت حافظ زاہد حسین کے اندر کیا نہیں تھی؟ اگر تھی تو پھر ان کا مقاطعہ کیوں نہیں کیا؟ ان کی سر پرستی وصدارت کو کیوں قبول کیا؟ کیا مولانا جیش محمد صاحب جنکپور اور علی پٹی کے جلسہ کے موقعہ پر شیر خوار بچہ تھے؟ نہیں ہر گز نہیں وہ تو دیوبندی کے مدرسہ اشرف العلوم کنہواں میں حفظ کلام اللہ مکمل کیا اس وقت ہی سن بلوغ کو پہونچ چکے تھے جیسا کہ ان کی کتاب کے صفحہ ۱۱ سے ظاہر ہے۔ تو کیا اس وقت وہ باصلاحیت عالم دین نہیں تھے؟ نہیں ایسی بات نہیں وہ تو ۱۳۸۷ھ میں ایک شیخ الحدیث کی طرح دار العلوم علیمیہ دامودر پور مظفر پور

میں بخاری شریف اور مسلم شریف کا درس دے رہے تھے جیسا کہ ان کی کتاب کے صفحہ ۱۳ سے عیاں ہے۔ تو آخر ان سب باتوں کو حضرت حافظ زاہد حسین کی حیات میں چھپائے رکھنے کی وجہ کیا ہوسکتی ہے یہ تو مولیٰنا جیش محمد صاحب ہی بتا سکتے ہیں۔ میں تو صرف اتنا ہی سمجھتا ہوں۔ ہے کوئی معشوق اس پردۂ زنگاری میں۔

☆☆☆☆☆☆

خانقاہ مجیبیہ پھلواری والوں کے عقائد کا علم

مولینا جیش محمد صاحب کی فراغت دارالعلوم اشرفیہ مبارکپور سے ۱۳۸۶ھ میں ہوئی اسی سال ربیع الاول کی فرصت کلاس میں مولینا محمد اختر حسین مظفرپوری، مولینا محمد ساجد حسین، مولینا عبدالحمید اور مولینا جیش محمد صاحبان گھر کے لیئے روانہ ہوئے۔ اسی سفر میں وہ تمامی لوگ خانقاہ مجیبیہ پھلواری شریف پہونچے۔ اس وقت وہاں کے سجادہ نشیں شاہ امان اللہ صاحب تھے۔ یہ تمامی حضرات تقریباً بیس ۲۰ گھنٹے خانقاہ مجیبیہ میں قیام پذیر رہے۔ اس قیام کے دوران عون احمد اور ایک دو افراد سے کبراء وہابیہ دیابنہ کی کفری عبارتوں کے تعلق سے بحث وتمحیص ہوتی رہی۔ اسی بحث وتمحیص سے مولینا جیش محمد صاحب کو یہ علم ہوگیا تھا کہ موجودہ علماء پھلواری کبراء وہابیہ دیابنہ کی تکفیر کے قائل نہیں بلکہ خاطی کا قول کرتے ہیں۔ جیسا کہ ان کی کتاب کے صفحہ ۲۷ سے ظاہر ہے۔

پھر مولانا جیش محمد نے اپنی کتاب کے صفحہ ۳۷ پر لکھا ہے

> حافظ صاحب مذکور کا ایک اور خط اپنے بیٹے کے نام لکھا تھا اس میں لکھا تھا کہ میں پھلواری گیا تھا حضرت سے ملاقات ہوئی تمہارے متعلق پوچھ رہے تھے فرمایا کہ ساجد تو بریلوی ہوگیا تو میں نے عرض کیا نہ حضور وہ پھلواری ہی ہے گھر آنا تو ملاقات کرتے ہوئے آنا

اگر واقعی حافظ صاحب نے اپنے بیٹے کے پاس اس مضمون کا خط لکھا تھا تو انھوں نے اپنے بیٹے مولانا ساجد حسین کے دارالعلوم اشرفیہ مبارکپور کے زمانہ طالب علمی ہی کے وقت لکھا ہوگا۔ جیسا کہ مضمون کے سیاق وسباق سے معلوم ہوتا ہے۔

درج بالا سطور سے واضح ہو جاتا ہے کہ مولانا جیش محمد صاحب کو اپنے زمانہ طالب علمی ہی یعنی ۱۳۸۶ھ میں یقین کے ساتھ معلوم ہوگیا تھا کہ علماء پھلواری تکفیر کے قائل نہیں اور اس بات کا بھی علم یقین ہوگیا تھا کہ حافظ زاہد حسین پھلواری کے مرید اور معتقد ہیں۔ علماء حرمین کے فتاوے جو حسام الحرمین میں مذکور ہیں جس کا خلاصہ ہے کہ جو شخص کبراء وہابیہ دیابنہ کے کفر وعذاب میں شک کرے وہ بھی کافر ہے۔ اس بات کا بھی علم انھیں حاصل تھا جیسا کہ ان کی کتاب کے صفحہ (۱۲) پر مرقوم ہے۔ باوجود اس کے وہ تاحین حیات حضرت حافظ زاہد حسین صاحب کی تعظیم وتوقیر کرتے رہے۔ ان کی اقتداء میں نماز پڑھتے رہے اور اسلامی سارے راہ ورسوم کی رواداری رکھتے رہے نہ کوئی سخت رویّہ اپنایا نہ ہی مقاطعہ کیا آخر کیوں؟ بلکہ ان کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آتے رہے۔ تو مولانا جیش محمد صاحب من وقر صاحب بدعة فقد اعانَ علیٰ ھدمِ الاسلامِ یعنی جس نے کسی بدعتی کی تعظیم کی اس نے مذہب اسلام کے ڈھانے پر اعانت کی، کے زد میں آئے یا نہیں؟ یہ فیصلہ ارباب علم ودانش پر میں چھوڑتا ہوں۔

آغاز بغاوت

جن پتھروں کو ہم نے عطا کی تھی زندگی — جب بولنے پہ آئے ہمیں پر برس پڑے

حضرت الحاج مولانا وحافظ زاہد حسین مجیبی علیہ الرحمہ کے تاحین حیات مولانا جیش محمد صاحب ان سے ادب واحترام اور تعظیم وتوقیر کے ساتھ پیش آتے اور شریک اجلاس ہوتے رہے۔مگر جب ان کا انتقال ۴؍محرم الحرام ۱۴۰۸ھ کو ہو گیا تو ان کی دینی خدمات ومقبولیت عامہ کے پیش نظر علاقہ اور غیر علاقہ سے عوام وخواص حتیٰ کہ مولانا جیش محمد صاحب کے مدرسہ کے اساتذہ وطلباء نماز جنازہ کے اندر کثیر تعداد میں شریک ہوئے۔اوران کی یہ مقبولیت مفسد اعظم نیپال کے دل میں چبھی تو فتنہ وفساد کا ماحول گرم کرنے اور اپنی تعلّی و برتری کی غرض سے حضرت حافظ زاہد حسین علیہ الرحمہ کے چہلم سے چار دن پیشتر علاقہ میں یہ پھیلانا شروع کر دیا کہ جتنے لوگ حافظ زاہد کی نماز جنازہ میں شریک ہوئے سب پر توبہ تجدید ایمان ونکاح لازم ہے۔

جب علاقہ میں یہ خبر پھیلی تو علاقہ کے معزز علماء کرام کا ایک وفد بغرض تحقیق ۱۰؍صفر المظفر ۱۴۰۸ھ مولانا جیش محمد صاحب کے مدرسہ میں پہونچا۔انھوں نے شارح بخاری حضرت مفتی شریف الحق صاحب علیہ الرحمہ کا ایک فتویٰ دکھلائے۔جس

میں کوئی ایک حکم صریح نہیں تھا۔بلکہ اگر ایسا ہے تو یہ حکم،اگر ایسا ہے تو یہ حکم،علماء کرام نے کہا کہ آپ نے اپنے تئیں استفتاء میں پورا زور صرف کر دیا ہے باوجود اس کے مفتی صاحب صراحت کے ساتھ ایک حکم نہیں لگائے ہیں۔آپ جس ایک صورت کو ترجیح دے رہے ہیں اس کے دلائل کیا ہیں؟ تشفی بخش دلائل دینے سے قاصر رہے اور فروعی گفتگو میں الجھاتے رہے۔مکمل چھ (۶) گھنٹے تک گفتگو کا سلسلہ جاری رہا۔کسی نتیجہ پر نہیں پہونچے وہ اپنے ضد پر ڈٹے رہے۔بالآخر بات یہ طے پائی کہ ایک ماہ بعد ربیع الاول شریف میں جنکپور کی سرزمین پر آپ جلسہ کر رہے ہیں۔جس میں بقول آپ کے حضرت مفتی شریف الحق صاحب بھی مدعو ہیں علاقائی مخصوص علماء کو بھی دعوت دے کر بلالیں، دن کے حصہ میں ایک بند کمرہ کے اندر مفتی شریف الحق صاحب سے علاقائی علماء کرام جس میں آپ بھی ہوں تبادلہ خیال کریں گے۔متفقہ جو فیصلہ ہوگا اس پر عمل کیا جائیگا۔ابھی اس فتویٰ کو عام نہ کیا جائے۔بلکہ دونوں طرف ابھی سکوت اختیار کیا جائے تا کہ علاقہ میں اختلاف وانتشار نہ ہو۔مولانا جیش محمد صاحب نے کہا ایسا ہی ہوگا۔میں علاقائی مخصوص علماء کو بھی اپنے جلسہ میں مدعو کرونگا تا کہ مفتی شریف الحق صاحب کی موجودگی میں تبادلہ خیال ہو کر ایک نتیجہ پر پہونچا جائے۔اس عہد ومعاہدہ کے بعد علاقائی علما ان کے مدرسہ سے واپس آئے اس تصور کے ساتھ کہ اَلمُؤمِنُ اِذَا وَعَدَ وَفَا یعنی ایک مرد مومن جب کسی بات کا وعدہ کرتا ہے تو پورا کرتا ہے۔مگر مفسد اعظم نیپال کی نفسانیت وتعلّی ایفاء وعدہ کی راہ میں حائل ہوئی اوران کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس

ارشاد کا مصداق بنادیا آیَۃُ الْمُنَافِقِ ثَلٰثَۃٌ اِذَا عَاھَدَ غَدَرَ یعنی منافقت کی تین علامتوں سے ایک وعدہ خلافی کرنا ہے۔ وعدہ خلافی کو یوں عملی جامہ پہنایا کہ علاقائی علما کو مدعو کرنا تھا تو ان کو مدعو نہیں کیا۔ اور مفتی شریف الحق صاحب کا فتویٰ طشت از بام نہیں کرنا تھا تو اس کو بہرائچ سے نکلنے والا ماہنامہ " المسعود " میں چھپوا کر اپنے جلسہ کے اندر اس دور میں فی پرچہ نیپالی چار روپئے کے حساب سے فروخت کروایا۔

اس رسالہ کا منظر عام پر آنا تھا کہ فتنہ وفساد اور اختلاف انتشار کی گرم ہوا علاقہ میں چلنے لگی۔ عوام وخواص اہلسنت اس گرم ہوا میں جھلسنے لگے۔ اس طرح عوام وخواص دو گروہ میں بنٹ کر رہ گئے۔ ایک زاہدی اور دوسرے جیشی۔ زاہدی گروپ کا موقف رہا کہ حضرت حافظ زاہد حسین مومن ومسلم ہیں۔ جیشی گروپ کا یہ موقف ہوا کہ وہ کافر ہیں۔ بایں وجہ کہ وہ شاہ محی الدین پھلواری کے مُرید اور وہاں کے پیران سے عقیدت رکھنے والے تھے۔

☆☆☆☆☆

شاہ محی الدین سے خلافت واجازت

اگر اسی بنیاد پر مولانا جیش محمد صاحب حضرت حافظ زاہد حسین صاحب کو اسلام سے خارج جانتے ہیں تو کیا حکم لگائیں گے؟ حضرت شیخ المشائخ شاہ تیغ علی رحمۃ اللہ علیہ پر جن کو شاہ محی الدین پھلواری سے خلافت واجازت حاصل ہے۔

حضرت علامہ مولانا علی احمد جید القادری ماری پوری مظفر پوری اپنی کتاب " انوار صوفیہ " کے صفحہ ۲۰۶ پر ان کی خلافت کا تذکرہ کچھ اس طرح کرتے ہیں :

> حضرت شیخ المشائخ خانقاہ فریدیہ آرہ سے ۲۶/رجب المرجب ۱۳۴۹ھ میں اجازت وخلافت حاصل کر کے رخصت ہونے کے بعد آپ صوبہ بہار کے مرکز روحانیت یعنی پھلواری شریف تشریف لے گئے۔ اور فخر بہار حضرت مخدوم پیر مجیب اللہ قادری رحمۃ اللہ علیہ اور سلسلہ مجیبیہ کے دوسرے بزرگوں کے مزارات مقدسہ پر حاضری دی اور اس کے بعد حضرت محی الملت والدّین مولانا سید شاہ محی الدین قادری زینبی جعفری سجادہ نشین خانقاہ مجیبیہ سے شرف نیاز فرمایا۔ آپ دوشنبہ یوم وہاں بھی مقیم رہے۔ خلوت میں حضرت سجادہ نشیں قبلہ سے بہت سی راز ونیاز کی باتیں ہوئیں۔ بوقت شب حضرت شیخ المشائخ سرکار سرکانہی نے

خواب میں دیکھا کہ سلسلہ آبادانیہ کے تمام بزرگوں کی خانقاہ مجیبیہ میں
دعوت ہے اور تمام بزرگان سلسلہ آبادانیہ خانقاہ مجیبیہ کے بزرگوں سے
بغل گیر ہو رہے ہیں اور ایک بزرگ آپ کے سر پر دست شفقت پھیر
رہے ہیں۔ اور آپ پر گریہ طاری ہے۔ یہاں تک کہ مؤذن نے فجر کی
آذان کہی اور آپ خواب سے بیدار ہوئے تو گریہ کے آثار موجود تھے۔
مگر قلب مبارک میں ایک قسم کی خوشی بھی محسوس ہو رہی تھی بستر سے اٹھے
وضو کر کے مسجد میں تشریف لے گئے اور نماز با جماعت ادا کر کے قیام گاہ
پر تشریف لائے اور اپنے معمولات میں مشغول ہو گئے۔

کچھ دیر کے بعد جب آپ اپنے معمولات سے فارغ ہو کر فاتحہ
پڑھ رہے تھے کہ مولوی عبد الجلیل صاحب مرحوم خادم خلوت تشریف
لائے اور عرض کی کہ جلد تشریف لے چلیں۔ حضرت قبلہ مدظلہ اللہ تعالیٰ
(مولانا شاہ محی الدین قبلہ سجادہ نشیں خانقاہ مجیبیہ) آپ کو طلب فرما رہے
ہیں۔ آپ فوراً اٹھے اور خلوت میں تشریف لے گئے۔ حضرت سجادہ نشیں
قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے بڑے احترام کے ساتھ استقبال کیا اور بغل گیر ہو کر
اپنے ساتھ تخت پر بٹھلایا۔

کچھ دیر تصوف کے ضمن میں گفتگو رہی۔ بعدہ سجادہ نشیں رحمۃ اللہ علیہ
نے سلسلہ قادریہ وارثیہ وعمادیہ جنیدیہ اور سلسلہ چشتیہ نظامیہ اور صابریہ

قلندریہ کی آپ کو اجازت دی اور کچھ تبرکات عطا فرما کر رخصت کیا
اور فرمایا کہ خرقہء خلافت میں اپنے اکابر سلسلہ کے حسب ہدایت
آپ کو دے رہا ہوں یہ آپ کی امانت تھی۔

واضح ہو کہ خانقاہ مجیبیہ میں آپ اس دولت بے بہا سے
۲۸؍رجب المرجب ۱۳۴۹ھ بروز شنبہ مالا مال ہوئے۔

اسی طرح مناظر اہلسنت حضرت علامہ ارشد القادری علیہ الرحمہ نے
اس کا تذکرہ اختصاراً اپنی ایک کتابچہ بنام "ایک تعارف ایک حقیقت" میں بھی کیا ہے
وہ رقم طراز ہیں:

> چونکہ خانقاہ پھلواری کے سجادہ نشیں حضرت مولانا سید شاہ محی الدین
> صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے خانوادہ مجیبیہ کے جملہ سلاسل کی اجازت
> آپ کو عنایت فرمائی تھی اس لیئے حضرت سرکار (شاہ تیغ علی) اپنے
> آپ کو مجیبی بھی لکھتے اور کہتے تھے۔ اس طرح حضرت شیخ المشائخ
> آبادانی، فریدی اور مجیبی ہیں۔

حضرت علامہ ارشد القادری علیہ الرحمہ اور حضرت مولانا جید القادری صاحب

قبلہ کی مذکورہ بالاتحریر سے روز روشن کی طرح واضح ہے کہ حضرت شاہ تیغ علی علیہ الرحمہ کو شاہ محی الدین سے سلسلہ مجیبیہ کی خلافت واجازت حاصل تھی بایں وجہ وہ مجیبی بھی تھے۔

پھر حضرت علامہ ارشد القادری علیہ الرحمہ شیخ المشائخ کے بارے میں تحریر فرماتے ہیں:

حضرت شیخ المشائخ کے قدردانوں کی صف میں صرف عوام ہی نہیں ہیں وہ اہل علم خواص بھی ہیں جن کی دینی برتری، مذہبی پیشوائی اور دیانت و ثقاہت پر زمانہ اعتماد کرتا ہے۔

مثال کے طور پر تاجدار اہلسنت شہزادۂ اعلیٰ حضرت سرکار مفتی اعظم ہند دامت برکاتہم القدسیہ، امام المفسرین حضرت صدر الافاضل مولانا شاہ حکیم نعیم الدین صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ، فقیہ اعظم حضرت صدر الشریعہ مولانا شاہ حکیم ابو العلا امجد علی صاحب قبلہ مصنف بہار شریعت رحمۃ اللہ علیہ، محدث اعظم ہند حضرت مولانا شاہ سید محمد صاحب کچھوچھوی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت ملک العلما مولانا شاہ ظفر الدین احمد صاحب فاضل بہاری رحمۃ اللہ علیہ، حضرت استاذ العلماء مولانا شاہ حافظ عبد العزیز صاحب قبلہ شیخ الحدیث اشرفیہ مبارکپور، حضرت مجاہد ملت مولانا الحاج شاہ محمد حبیب الرحمٰن صاحب قبلہ دنیائے اسلام کے یہ سارے مشاہیر حضرت شیخ المشائخ کی روحانیت وولایت سے متاثر ہیں۔

حضرت شاہ تیغ علی علیہ الرحمہ نے اپنی حیات کے اخیر حصہ میں جن کو اپنا جانشیں مقرر فرمایا اور سند عطا کی اس کی نقل انوار صوفیہ میں اس طرح منقول ہے:

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

امـــا بـعــد! میں نے عزیزی شاہ ابراہیم سلمہ کو بجائے خود سجادہ نشیں مقرر کر کے خلافت واجازت سلسلہ قادریہ آبادانیہ فریدیہ اور سلسلہ قادریہ وارثیہ مجیبیہ کی جس طرح مرشد برحق سید شاہ جلال الدین جڑھوی اور مرشد برحق سید شاہ محمد محی الدین پھلواری رحمۃ اللہ علیہما سے پہونچی ہے۔ عطا کی۔ انھیں چاہئے کہ طریقہء مذکورہ میں لوگوں کی بیعت لیا کریں۔ اور جو اذکار واشغال مجھ سے انھیں پہونچی ہے تعلیم وتلقین کیا کریں اور مجھے اپنی خلوت وجلوت میں دعاء خیر سے یاد رکھیں آمین ثم آمین۔ و صلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ محمد و اٰلہ وصحبہ اجمعین۔

دعاء گو

فقیر محمد تیغ علی غفرلہ قادری آبادانی مجیبی

ماہ ربیع الآخر ۱۳۷۱ھ

اسی پر بات ختم نہیں ہوجاتی۔ ملاحظہ کیجئے شیخ المشائخ حضرت شاہ تیغ علی علیہ الرحمہ

کے منظوم شجرہ قادریہ وارثیہ مجیبیہ بدریہ کو جو ہدایۃ المریدین نامی کتاب کے صفحہ (۱۴۸) پر درج ہیں وہ اشعار یہ ہیں۔

بدر کامل کی طرح روشن رہے سینہ میرا
پیر بدرالدین بدرالاولیاء کے واسطے

میرے مردہ دل کو زندہ کر تو اے مولا میرے
شاہ محی الدین سید اولیاء کے واسطے

مولانا جیش محمد صاحب اپنی کتاب کے صفحہ (۵۷) پر شاہ بدرالدین کو سلف بد اور شاہ محی الدین کو خلف بد لکھتے ہیں اور حضرت شاہ تیغ علی علیہ الرحمہ اپنے شجرہ میں ان دونوں حضرات سے اول الذکر کو بدرالاولیا اور ثانی الذکر کو سیدالاولیاء فرماتے ہیں اور ان دونوں کے توسل سے بارگاہ رب العلیٰ میں عریضہ پیش کرتے ہیں۔

اب بولیں مولانا جیش محمد صاحب اور ان کے اذناب اور صاف لفظوں میں بولیں۔حکم لگائیں اور صراحت کے ساتھ حکم لگائیں حضرت شاہ تیغ علی پر جنہوں نے حافظ زاہد حسین کے پیر و مرشد شاہ محی الدین سے خلافت و اجازت حاصل کی اور اپنے خلفاء کو وہ خلافت و اجازت عطا کی۔اور وہ خود بھی اور ان کے خلفاء بھی شاہ بدرالدین و محی الدین کو وسیلہ بنا رہے ہیں۔ جب کہ شاہ تیغ علی کے خلفاء و مریدین پورے ہندوستان میں پھیلے ہیں اور نیپال میں بھی ان کے خلیفہ کے خلیفہ مولانا محمد اشرف القادری نینہی بانی امارت شرعیہ موجود ہیں اور مولانا جیش محمد کے موقف کی حمایت کرتے

ہیں۔اور ہمارے وہ اکابر علمائے اہلسنت علیہم الرحمہ جو حضرت شاہ تیغ علی علیہ الرحمہ کی روحانیت وولایت سے متأثر تھے ان حضرات کے تعلق سے بھی حکم کی وضاحت کریں۔

حضرت علامہ ارشد القادری علیہ الرحمہ اور علامہ جید القادری صاحب قبلہ اپنی اپنی مذکورہ بالا تحریر میں شاہ محی الدین پھلواروی کے نام کے ساتھ " رحمۃ اللہ علیہ " تحریر فرمائے ہیں جبکہ مولانا جیش محمد شاہ محی الدین کو کافر و مرتد کے زمرے میں رکھتے ہیں۔
تو آنجناب علامہ ارشد القادری و جید القادری صاحبان پر کیا حکم نافذ کریں گے؟۔

☆☆☆☆☆☆

اعلیٰ حضرت اور شاہ محی الدین کی ملاقات

مولانا ابودانش محمد زکریا قالب آروی اپنی کتاب " شیخ کامل کی تلاش " کے صفحہ (۳۳) پر سرکار اعلیٰ حضرت اور شاہ محی الدین علیہما الرحمہ کی باہمی ملاقات کا تذکرہ کچھ اس طرح تحریر کرتے ہیں:

اولیاء کرام کی محبت واحترام کی ایک جھلک اس واقعہ میں بھی ملتی ہے۔جس کے راوی استاذ العلماء حضرت مولانا مقبول احمد صدیقی علیہ الرحمہ دربھنگہ کے ہیں کہ ایک بار اعلیٰ حضرت ایک جلسہ میں شرکت کے لیئے تشریف لائے ہوئے تھے۔اتفاقاً وہاں امیر شریعت ثانی حضور محی الدین پھلواروی بھی تشریف لے گئے۔جب آپ کو حضرت فاضل بریلوی کی تشریف آوری کی خبر ملی تو آپ نے یہ خبر بھیجی کہ ناچیز بغرض ملاقات حاضر ہو رہا ہے۔تو حضور اعلیٰ حضرت نے فرمایا کہ میں خود ہی چل کر حاضر خدمت ہونگا۔اور اس ارادے سے آپ نے عمامہ باندھنے کی خاطر سر پر شملہ رکھا ہی تھا کہ کسی نے خبر دیا کہ وہ (شاہ محی الدین) تشریف لے آئے۔اس خبر کو سن کر بیتاب ہو گئے اور والہانہ انداز سے اسی طرح ایک ہاتھ سر پر رکھے ہوئے اس حالت میں عمامہ کا دوسرا کنارہ زمین سے لٹکا ہوا تھا آگے بڑھ کر سلام کے بعد معانقہ کیا اور یہ فرمایا کہ میں خود حاضر خدمت ہونے والا تھا۔

اس سے متأثر ہو کر دربھنگہ کے مقبولین معظمین یعنی حضرت بقیۃ السلف مولانا مقبول احمد خاں اور نمونہ ءسلف مولانا مقبول احمد صدیقی قدس سرہما خانقاہ پیر مجیب کے جو شاہزادے ان کی تعلیم وتربیت میں رہتے نہایت ادب ومحبت سے پیش آتے اور نماز فرائض سے فارغ ہو کر سنت کو مؤخر فرماتے ہوئے شاہزادوں کی جوتیوں کو سیدھی کرتے اور ادب سے کھڑے رہتے تاوقتیکہ وہ شاہزادے سنت سے فارغ ہو کر اپنے کمرے کی سمت نہیں چلے جاتے۔نیز جب شاہزادوں کی واپسی خانقاہ شریف کو ہوتی تو بذات خود سامان اسٹیشن تک لاکر ٹرین پر سوار کرتے۔

واضح ہو کہ حضرت مولانا مقبولین صاحبین جماعت اہلسنت کے مقتدر عالم دین اور مدرسہ حمیدیہ قلعہ گھاٹ دربھنگہ میں درس وتدریس کی خدمات جلیلہ انجام دیتے تھے اور وہ دونوں حضرات شاہ محی الدین علیہ الرحمہ پھلواری کے مرید تھے۔

درج بالا واقعہ کے راوی حضرت مولانا سید الزماں حمدوی پوکھریروی بھی ہیں قدرے تفصیل کے ساتھ وہ یہ کہ مدرسہ فیض الغرباء آرہ کے جلسہ ءدستار بندی میں سرکار اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی اور حضرت سید شاہ محی الدین پھلواروی علیہما الرحمہ تشریف فرما تھے اور باہمی اس احترام سے ملاقی ہوئے۔

سرکار اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کا سید شاہ محی الدین علیہ الرحمہ سے اس اہتمام و احترام کے ساتھ ملاقات، مصافحہ ومعانقہ اور مولانا مقبولین صاحبین کا شہزادگان خانقاہ مجیبیہ کے ادب واحترام کی کیفیات جو ابھی اوپر مذکور ہوئے ان تمام کو مولانا جیش محمد

صاحب اوران کے اذ ناب ملاحظہ کریں۔اوراپنی تحقیق انیق کی روشنی میں ان حضرات پر
بھی حکم لگائیں۔اگرحضرت حافظ زاہد حسین صاحب مولانا جیش محمد کے نزدیک صرف
اس بنیاد پراسلام سے خارج تصور کیئے جاتے ہیں کہ وہ سید شاہ محی الدین کے مرید اور
خانقاہ مجیبیہ پھلواری کے پیران اور دیگرافراد کی تعظیم وتوقیر کرتے تھے تو اس میدان کے
شہسوارتنہا حافظ زاہد حسین ہی نہیں بلکہ اکابرین اہلسنت بھی ان کے ہم قدم اور ہم سفرنظر
آتے ہیں مثال کے طور پر:

حضرت مولانا منظورصاحب صدیقی مجیبی سابق صدرالمدرسین مدرسہ رضاء العلوم کنھوا'
جن کا مزار موتی گیرپرسا ضلع مہوتری نیپال میں ہے اوران کے عرس میں کئی بار مولانا
جیش شریک ہو چکے ہیں۔

الحاج محمد فرزند علی صاحب سورسنڈ ضلع سیتامڑھی

الحاج محمد صفدرعلی صدیقی مجیبی صاحب متونا ضلع سیتامڑھی جدامجد مولانا قیس رضا متونا

حضرت مولانا سیدالزماں حمدوی پوکھریروی

حضرت مولانا شبنم کمالی پوکھریروی صدرالمدرسین مدرسہ امانیہ لوام دربھنگہ

حضرت مولانا جمال الدین صاحب کلکتوی

حضرت مولانا جمال الدین صاحب چھپروی

یہ تمامی حضرات سید شاہ محی الدین پھلواروی کے مریدین اور معتقدین ہیں جو
تاحین حیات ان کی بیعت وعقیدت کو برقراررکھے۔علاوہ ازیں اوربھی اکابرین اہلسنت

کا ادب واحترام ارادت وعقیدت کے ساتھ اختلاط خانقاہ مجیبیہ کے پیران سے رہا جس کا
تذکرہ درج بالاتحریر میں ہو چکا ہے۔

مولانا جیش محمد صاحب کی تحقیق کی بنیاد پر ہمارے یہ تمامی اکابرین اہلسنت کہ جن کی
ولایت جماعت اہلسنت کے نزدیک مسلمہ ہے اور جن کے مسلک کا نعرہ ہم اور آپ
لگاتے ہیں۔ان حضرات کی ولایت تو درکنار ایمان بھی محفوظ نہیں رہ پاتا ہے۔العیاذ باللہ
تعالیٰ۔

ممکن ہے کہ مولانا جیش محمد صاحب اوران کے ہمنوا اس سنگین ترین موڑ پر یہ
تاویل کریں کہ ان حضرات کو پیران خانقاہ مجیبیہ کے عدم تکفیر دیابنہ کا علم نہیں رہا ہو۔ تو
میں یہ کہنا چاہونگا کہ نیپال میں آپ کو علم اور تحقیق ہوگئی اور ہندوستان کے ان بزرگان
دین ومحققین کو علم نہ ہوسکا۔ چلیئے تھوڑی دیر کے لیئے ہم اس کو تسلیم بھی کرلیں تاہم ان
حضرات کو حکم گمرہی سے تو آپ احکام شرع کی روشنی میں نہیں بچا پائیں گے۔ معاذ اللہ
رب العالمین۔ پھرولایت کا کیا حال ہوگا؟

سنبھل کر پاؤں رکھنا میکدہ میں شیخ جی صاحب
جہاں ساغراوچھلتا ہے اسے میخانہ کہتے ہیں

ملک العلماء حضرت علامہ مولانا محمد ظفرالدین قادری رضوی بہاری علیہ الرحمہ
جوسرکاراعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان کے شاگرد

رشید اور خلیفہ ہیں۔ انہوں نے ۱۳۶۹ھ میں فاضل بریلوی علیہ الرحمہ کے سوانح اور کارنامے کے تعلق سے ایک کتاب بنام "حیات اعلیٰ حضرت" تحریر فرمائی جو ضخیم چار جلدوں پر مشتمل ہے۔ اس کتاب کی جلد اول اسی سال چھپ کر منظر عام پر آئی۔ دوبارہ حضرت علامہ مفتی محمد مطیع الرحمٰن مضطر رضوی پورنوی جو فیصل بورڈ کے ایک رکن ہیں ان کی ترتیب جدید کے ساتھ زیر اہتمام مناظر اہل سنت حضرت علامہ عبد الستار ہمدانی قادری رضوی۔ مرکز اہلسنت برکات رضا پور بندر گجرات سے ۱۴۲۴ھ میں طباعت ہوکر منظر عام پر آئی۔ اس کتاب (حیات اعلیٰ حضرت) کی جلد اول کے صفحہ (۶۷۱) پر "ردِ ندوہ" کے تحت ندوۃ العلماء کا تذکرہ کرتے ہوئے ملک العلماء حضرت مولانا مفتی محمد ظفر الدین بہاری علیہ الرحمہ رقم طراز ہیں کہ مدرسہ فیض عام کانپور کے سالانہ جلسہء دستار بندی کے موقعہ پر ۱۳۱۱ھ میں ندوۃ العلماء کی بنیاد رکھی گئی۔ جس کے اصل محرک استاذ العلماء حضرت مولانا لطف اللہ صاحب علی گڑھی (استاذ ملک العلماء مولانا ظفر الدین صاحب بہاری) ہیں۔ جس جلسہ میں پورے ہندستان کے مختلف خیالات اور عقاید کے علماء شریک ہوئے یعنی اہل سنت، غیر مقلدین، دیوبندی اور شیعہ کے علماء۔ اس جلسہ میں جہاں دیگر اکابرین علماء اہل سنت موجود تھے وہیں حضرت علامہ وصی احمد صاحب محدث سورتی، سرکار اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں، حضرت سید شاہ بدر الدین اور حضرت سید شاہ محی الدین پھلواروی علیہم الرحمہ بھی تشریف فرما تھے۔ چونکہ اس جلسہ میں مختلف خیالات اور مذہب و مشرب کے علماء شریک تھے لہذا اپنے اپنے عقاید و

خیالات کی روشنی میں بیانات دیئے۔ حضرت ملک العلماء علامہ ظفر الدین بہاری علیہ الرحمہ "حیات اعلیٰ حضرت" جلد اول کے صفحہ (۶۷۳) پر تحریر فرماتے ہیں:

> اور ظاہر ہے کہ جب مختلف الخیال مختلف عقیدہ کے لوگ مدعو ہیں اور ہر مذہب والا اپنے مذہب کو حق جانتا ہے تو یقیناً ہر ایک وہی بولی بولے گا جس کا وہ معتقد ہے۔

اس کے بعد حضرت ملک العلماء مختلف العقاید علماء کے بیان کا خلاصہ معرض تحریر میں لاکر رقم طراز ہیں:

> یہ مختصر نمونہ از خروارے ان کے اقوال شناعت اشتمال کے ہیں جن کی وجہ سے دیندار علمائے اہل سنت ندوہ سے علیٰحدہ ہو گئے اور علیٰحدہ رہے۔ اور لوگوں کو تحریرًا اور تقریرًا اس کی شناعت پر مطلع کرتے اور علیٰحدہ رکھنے کی ہدایت کرتے رہے۔ جن میں اشہر مشاہیر۔

حضرت ملک العلماء اپنے ان جملوں کے بعد ندوہ سے علیٰحدہ ہونے والے تین سو تیرہ دیندار علمائے اہلسنت کے اسماء نمبر وار اپنی کتاب "حیات اعلیٰحضرت" میں تحریر فرمائے ہیں۔ جن میں شاہ بدر الدین اور شاہ محی الدین کے اسماء بھی ہیں ملاحظہ کریں:

(۱) حضرت تاج الفحول محبّ رسول مولانا شاہ عبد القادر صاحب بدایونی

(۲) اعلیٰ حضرت امام اہلسنت مجدد مأۃ حاضرہ مؤید ملت طاہرہ مولانا احمد رضا خاں صاحب بریلوی

(۳) حضرت کنز الکرامت جبل الاستقامت الاسد الاسدّ الاشد الارشد مولانا مولوی وصی احمد صاحب محدث سورتی پیلی بھیت

(۴۵) جناب مولانا سید شاہ محی الدین صاحب صاحبزادہ حضرت شاہ بدر الدین صاحب سجادہ نشین پھلواری شریف (المتوفی ۱۳۶۶ھ)

(۲۲۴) حضرت والا درجت جناب مولانا مولوی سید شاہ بدر الدین صاحب جعفری زینبی زیب سجادہ پھلواری شریف (المتوفی ۱۳۴۳ھ)

سرکار اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمہ کے شاگرد رشید اور خلیفہ مجاز حضرت ملک العلماء مولانا ظفر الدین بہاری علیہ الرحمہ کی مذکورہ بالا تحریر کی روشنی میں یہ بات اظہر من الشّمس ہو جاتی ہے کہ ندوۃ العلما کے قیام کی مجلس میں فاضل بریلوی اور شاہ بدر الدین و محی الدین شریک تھے اور جب ندوۃ العلماء کی عقیدۃً شناعت و برائی کھل کر سامنے آئی تو جہاں فاضل بریلوی علیہ الرحمہ ندوۃ العلماء سے علٰیحدگی اختیار کیے وہیں تین سو تیرہ (۳۱۳) دیندار علمائے اہلسنت بھی آپ کے ساتھ علٰیحدگی اختیار کیے جن میں پھلواری شریف کے سید شاہ بدر الدین و سید شاہ محی الدین بھی شامل ہیں۔ نیز حضرت ملک العلماء کی وہ تحریر جو دائرہ میں خط کشیدہ ہے اس کو بغور پڑھا جائے تو یہ بات بھی روشن ہو جاتی ہے کہ ندوۃ العلماء سے علٰیحدہ ہونے والے دیندار تھے اور ہمیشہ رہے وہ

علمائے اہلسنت علٰیحدہ رہے۔ کیونکہ ملک العلماء کا یہ جملہ "علٰیحدہ رہے" دوام پر دال ہے۔

حضرت ملک العلماء مولانا ظفر الدین بہاری علیہ الرحمہ کی اس تحریر کا خلاصہ یہ ہے کہ دیندار علمائے اہلسنت ۱۳۱۱ھ میں ندوۃ العلماء سے علٰیحدہ ہو گئے جس کا تذکرہ ۱۳۶۹ھ یعنی انٹھاون (۵۸) سال کے بعد آپ نے اپنی کتاب "حیات اعلیٰ حضرت" میں کرتے ہوئے تحریر فرمائے کہ اس انٹھاون سال کے اندر مذکورہ تین سو تیرہ علمائے اہلسنت سے کوئی بھی ندوہ سے منسلک نہیں ہوئے۔ واضح رہے کہ سید شاہ بدر الدین کا وصال ۱۳۴۳ھ اور سید شاہ محی الدین کا وصال ۱۳۶۶ھ میں ہو گیا۔ گویا کہ شاہ بدر الدین کے وصال کے ۲۶؍ سال بعد اور شاہ محی الدین کے وصال کے تین سال بعد حضرت ملک العلماء مولانا ظفر الدین بہاری علیہ الرحمہ جو پھلواری سے قریب ہی کے رہنے والے تھے اور مدرسہ شمس الہدیٰ پٹنہ میں تیس سال تک تدریسی خدمات انجام دیئے۔ انہوں نے کتاب حیات اعلیٰ حضرت ۱۳۶۹ھ میں ترتیب دیا۔ جس کتاب میں آپ نے تحریر فرمایا کہ یہ دونوں حضرات سرکار اعلیٰحضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمہ کے ساتھ ندوۃ العلماء سے علٰیحدہ ہوئے اور تاحین حیات علٰیحدہ رہے۔

مولانا جیش محمد کا یہ کہنا کہ سید شاہ بدر الدین ندوۃ العلماء کے سرپرست تاحین حیات رہے۔ حضرت ملک العلما کی تحریر اور مولانا جیش محمد کی تحریر میں تضاد پایا جاتا ہے۔ ایسی صورت میں حضرت ملک العلماء کی تحریر زیادہ قابل اعتماد ہے یا مولانا جیش محمد

کی تحریر؟اس کا فیصلہ احباب علم ودانش ہی کے صواب دید پر میں چھوڑتا ہوں ۔

اس موقعہ پر قابل توجہ امر یہ بھی ہے کہ کتاب حیات اعلیٰ حضرت کی جدید ایڈیشن ۱۴۲۴ھ میں شائع ہوئی۔جس کی جدید ترتیب کا کام مفتی مطیع الرحمٰن صاحب رضوی مضطر پورنوی جو مقدمہ حضرت حافظ زاہد حسین علیہ الرحمہ کے فیصل بورڈ کے ایک رکن ہیں اور تصحیح کا کام مولانا عبدالمبین صاحب نعمانی چریا کوٹی جو جماعت اہل سنت کے معتبر ومستند عالم دین اور ناشر مسلک اعلیٰ حضرت ہیں سرانجام دیئے ہیں۔اگر مولانا جیش محمد کی تحقیق حق ہے تو پھر ان حضرات نے شاہ بدرالدین اور شاہ محی الدین کا نام ندوۃ العلماء سے علیٰحدہ ہونے والے علمائے اہلسنت کی فہرست سے خارج کیوں نہیں کر دیا؟ یا کم از کم حاشیہ ہی میں اس کا تذکرہ کیوں نہیں کر دیا؟ کہ بعد میں شاہ بدرالدین وشاہ محی الدین ندوۃ العلماء کی سرپرستی قبول کر لیئے۔ جبکہ ۱۴۰۸ھ ہی سے ان دونوں حضرات کے تعلق سے ہندونیپال میں بحث ومباحثہ کا محور مولانا جیش محمد صاحب بنا رکھے ہیں۔

حیرت بالائے حیرت یہ بات بھی ہے کہ مولانا جیش محمد صاحب اوران کے حاشیہ نشیں سید شاہ بدرالدین وشاہ محی الدین کو کافر ومرتد گردان تے ہیں اور حضرت ملک العلماء خلیفہ مجاز سرکار اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ اپنی کتاب "حیات اعلیٰ حضرت" میں سید شاہ بدرالدین کا نام بڑے ہی القاب وآداب "حضرت والا درجت" کے ساتھ تحریر کرتے ہیں۔جبکہ مولانا جیش محمد صاحب ۱۳۳۹ھ سے ہی شاہ بدرالدین کو کافر تصور کرتے ہیں۔دریں صورت حضرت ملک العلماء کو مولانا جیش محمد صاحب کس صف میں

رکھنا چاہیں گے۔ یہ تو وہی بتا سکتے ہیں۔

یہاں ایک اور گوشہ اُجاگر کر دینا مناسب ہے۔وہ یہ کہ کسی بھی مضمون اور تحریر کی اہمیت مضمون نگار کی شخصیت پر موقوف ہوتی ہے۔ ماہنامہ اعلیٰ حضرت شمارہ (۹) جلد (۱۲) بابت ماہ رجب المرجب ۱۳۹۲ھ میں پھلواری کے تعلق سے شائع ہونے والے مضامین کو مولانا جیش محمد صاحب اپنا ماخذ بنا کر جو اقتباسات پیش کیئے مضمون نگار کا نام کیوں نہیں ذکر کیا؟اس کی حکمت تو انہیں کو معلوم ہوگی۔میں صرف اتنا کہہ سکتا ہوں کہ۔

ہے کوئی معشوق اس پردۂ زنگاری میں

☆☆☆☆☆☆☆☆

آمدم برسر مطلب

آغاز بغاوت '' کے تحت ماسبق تحریر سے یہ معلوم ہو چکا ہے کہ حضرت حافظ زاہد حسین علیہ الرحمہ کی نماز جنازہ میں جہاں علاقہ کے عوام وخواص کثیر تعداد میں شریک تھے وہیں مولانا جیش محمد صاحب کے مدرسہ کے اساتذہ وطلباء بھی حاضر تھے۔ جب ان کے موقف وتحقیق کی بنیاد پر شرکاء جنازہ پر توبہ، تجدید ایمان ونکاح لازم تھا تو وہ اپنے مدرسہ کے اساتذہ اور بالغ طلباء کا تجدید ایمان ونکاح کروائے؟ اگر نہیں اور یقینی نہیں۔ تاہم ان لوگوں سے اسلامی رواداری انھوں نے رکھا تو تاہنوز سابقہ اساتذہ وطلباء اور خود ان پر توبہ، تجدید ایمان، نکاح وبیعت لازم ہے۔ قبل توبہ وتجدید ایمان جو ایام گذر رہے ہیں ان ایام کے صدور افعال پر احکام شرع کیا مرتب ہو رہے ہیں وہ خود غور کرلیں کیونکہ وہ خود کو مفتی اعظم نیپال تصور کرتے ہیں۔ عقلمنداں را اشارہ کافیست

سابقہ بیان سے یہ بھی معلوم ہو چکا ہے کہ وہ باتیں جو عوامی نہیں علمی ہیں اور علماء کے مابین گفت وشنید کے ذریعہ جس کا حل تلاش کیا جا سکتا تھا۔ جس کی کوشش علاقہ کے علماء اہلسنت نے کی تھی۔ مگر مولانا جیش محمد صاحب جس کی سرشت میں بچپن سے ہی برادرانہ عصبیت اور فطرت ' جبل برگردد جبلت برنہ گردد ' کے مصداق ہے۔ انھوں نے ان باتوں کو ماہنامہ ''المسعود'' میں چھپوا کر اپنے جلسہ میں فروخت کر کے عوامی بنا دیا

اور اس طرح فتنہ کا شعلہ بھڑکا دیا۔

جب فتنہ کا یہ شعلہ بھڑکا اور اختلاف وانتشار کا ماحول گرم ہوا تو دونوں گروپ نے اپنے اپنے طور پر ہندوستان کے اکابر مفتیان عظام کی بارگاہ میں استفتاء کیئے۔ استفتاء کے اعتبار سے دونوں گروپ کے اپنے اپنے موقف کی حمایت میں جوابات آئے۔ جس سے علاقہ کا اختلاف ختم نہ ہوا۔ بالآخر بماہ صفر المظفر ۱۴۱۶ھ تاج الشریعہ حضرت ازہری صاحب قبلہ مدظلہ العالی کی بارگاہ میں بریلی شریف پہونچے۔ حضرت ازہری صاحب معاملہ کے تصفیہ کے لئے اپنی سرپرستی میں تین افراد پر مشتمل ایک فیصل بورڈ قائم فرمادیئے۔ بورڈ کے افراد یہ ہیں:

(۱) محدث کبیر حضرت علامہ ضیاء المصطفیٰ قادری شیخ الحدیث الجامعۃ الاشرفیہ مبارکپور

(۲) فقیہ النفس مفتی محمد مطیع الرحمٰن مضطر پورنوی ادارہ شرعیہ پٹنہ

(۳) حضرت علامہ مولانا محمد احمد مصباحی الجامعۃ الاشرفیہ مبارکپور

دونوں گروپ فیصل بورڈ کو تحریری طور پر یہ یقین دلائے کہ بورڈ کے فیصلہ کو کھلے دل سے تسلیم کریں گے۔ فیصل بورڈ کے مطالبہ پر دونوں فریق اپنے اپنے موقف کی حمایت میں بیانات اور دلائل وشواہد مع مفتیان کرام کے فتاوے پیش کردیئے۔ فیصل بورڈ کے ارکان فریقین کے پیش کردہ کاغذات اور دلائل ملاحظہ کرنے کے بعد ۳؍ جمادی الاخری ۱۴۱۷ھ کی تاریخ دیکر غوث منزل مظفر پور فریقین کو مع گواہ طلب فرمائے۔ فریقین متعینہ تاریخ وجگہ پر حاضر ہوئے۔ بورڈ کے ارکان فریقین سے بالمشافہ بیانات

لیئے اور گواہوں سے گواہی لی گئی۔ سارے بیانات اور گواہوں کی گواہی بشکل تحریر مفتی آل مصطفیٰ صاحب مدرس جامعہ امجدیہ گھوسی لاتے رہے۔ اس موقعہ پر علاقہ کے جو لوگ موجود تھے ان لوگوں نے مولانا جیش محمد صاحب کے تضاد بیانی کا مظاہرہ کیا۔ جس تضاد بیانی کا تذکرہ بورڈ کے ارکان اپنے فیصلہ کی تحریر میں کرتے ہوئے اظہار افسوس فرمایا۔ جس کو آگے آنے والی فیصلہ کی تحریر میں دیکھا جاسکتا ہے۔۔ پھر فیصل بورڈ بماہ ربیع الآخر ۱۴۱۸ھ بروز جمعرات مظفر پور غوث منزل فریقین کو دوبارہ طلب کیئے اور بروز جمعہ بعد نماز جمعہ غوث منزل ہی کی مسجد میں مقدمہ حافظ زاہد حسین کا فیصلہ محدث کبیر صاحب قبلہ تحریری طور پر سنا دیئے۔ فیصلہ کی کاپی فریقین کو عنایت کر دیئے۔ اس موقعہ پر مولانا جیش محمد صاحب حاضر نہیں ہوئے بلکہ اپنا نمائندہ بنا کر مولوی احمد حسین برکاتی کو بھیج دیئے۔

اب فیصلہ کی مکمل تحریر ملاحظہ کیجئے:

فیصلہ

مقدمہ حافظ زاہد حسین محبی

فریق اول

۱ مولانا جیش محمد صاحب شیخ الحدیث جامعہ حنفیہ غوثیہ جنکپور، نیپال

۲ مولانا عبدالحفیظ صاحب استاذ " " " "

۳ مولانا احمد حسین برکاتی مفتی و مدرس جامعہ حنفیہ غوثیہ جنک پور

موقف:- حافظ زاہد حسین کافر تھے۔

فریق دوم

۱ مولانا عبدالمنان کلیمی (حالیہ پتہ) اکرم العلوم مراد آباد

۲ مولانا محمد اسرائیل صاحب رضوی دارالعلوم قادریہ مصباح المسلمین علی پٹی ضلع مہوتری نیپال

۳ مولانا محمد عثمان صاحب دارالعلوم قادریہ مرغیا چک ضلع سیتامڑھی بہار

موقف:- حافظ زاہد حسین صحیح العقیدہ سنّی مسلمان تھے۔

حافظ زاہد حسین ایک فارغ التحصیل عالم کی حیثیت سے معروف تھے۔ علی پٹی (پوسٹ جلیشور، وایا سرسنڈ) نیپال کے رہنے والے تھے۔ وہاں انھوں نے امان الخائفین

کے نام سے ایک ادارہ بھی قائم کیا، جس کا انتظام واہتمام بھی وہ کرتے تھے۔ یہ شاہ محی الدین پھلواروی سے بیعت تھے۔ انھوں نے اپنے ایک لڑکے مولوی ساجد حسین کو دارالعلوم اشرفیہ مصباح العلوم مبارک پور میں حافظ ملت قدس سرہٗ کے زمانہء صدارتِ مدرسین میں تعلیم کے لئے بھیجا۔ ان کو یہاں سے فراغت ملی اور مفتی اعظم قدس سرہٗ سے بیعت ہوئے۔

۱۳۹۶ھ میں جنک پور، اور مرغیا چک سیتامڑھی میں اہل سنت کے بڑے بڑے جلسے ہوئے، جن میں سید العلماء اور مفتی اعظم علیہما الرحمہ نے شرکت فرمائی۔ اس موقع پر کثرت سے ان اطراف کے لوگ اِن حضرات سے بیعت ہوئے، کچھ لوگ پھلواری سے تعلق رکھتے تھے انہوں نے اپنی سابقہ بیعت توڑ کر ان بزرگوں میں کسی ایک سے بیعت کر لی۔

اس پر حافظ زاہد حسین مجیبی نے پھلواری شریف کے شاہ رضوان اللہ، شاہ عماد الدین وغیرہ کو خطوط لکھے، جن کا حاصل یہ تھا کہ دوسرے سلسلے کے لوگ باہر جا کر تبلیغ کرتے ہیں۔ ان کے سلسلہ کی اشاعت ہو رہی ہے اور آپ لوگوں کو کوئی فکر نہیں۔ آپ کے سلسلے کے لوگ بیعت توڑ توڑ کر دوسرے سلسلے میں جا رہے ہیں۔ شاہ عماد الدین کے نام جو خط لکھا اس میں یہ عبارت بھی تھی:-

''آپ سے چند بار عرض کیا کہ وہ رسالہ جس میں علما محتاطین انھیں کافر وغیرہ کہنے سے پرہیز کرتے ہیں، وہ رسالہ یا اس کا پتہ مانگا، یہ بھی نہ بتلا سکے تو اور کیا کیا جائے ''

یہ خطوط کسی طرح مولانا جیش محمد صاحب کے ہاتھ آ گئے ان کو پڑھنے کے بعد مولانا جیش محمد کو حافظ زاہد حسین کی سنیّت میں شک ہوا۔ انہوں نے لوگوں سے اس کا تذکرہ کیا۔ بات بڑھتی گئی یہاں تک کہ حافظ زاہد حسین کی بدعقیدگی کا چرچا ہونے لگا۔ دوسری طرف سنّی علماء وعوام میں حافظ زاہد حسین کا ایک حامی گروپ بھی سرگرم ہو گیا جو یہ کہتا کہ وہ صحیح العقیدہ سنی ہیں، ہرگز دیوبندی نہیں۔ دونوں فریق نے دارالافتاؤں سے بھی رجوع کیا اور دونوں طرح کے فتوے حاصل کئے، جن کی اشاعتوں سے اختلاف میں شدت پر شدت بڑھتی گئی۔

۱۴۰۴ھ میں حافظ زاہد حسین کے حامیوں نے ان سے ایک تحریر بھی لی۔ جس میں انہوں نے درج ذیل افراد کی تکفیر کی اور ان کے کفر میں شک کرنے والوں کو بھی کافر کہا۔

۱ — رشید احمد گنگوہی ۲ — خلیل احمد انبیٹھوی جنہوں نے براہین قاطعہ میں شیطان لعین کے علم کو علم رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے زیادہ اور نص سے ثابت مانا ہے اور سرکار کے لئے علم غیب ماننے کو شرک اور بلا دلیل کہا ہے۔

۳ — اشرف علی تھانوی جس نے حفظ الایمان میں علم رسول علیہ التحیۃ والثناء کو جانوروں پاگلوں کے علم سے تشبیہ دی ہے۔

۴ — محمد قاسم نانوتوی جس نے تحذیر الناس میں خاتم النبیین بمعنیٰ آخر الانبیاء ہونے کا انکار کیا ہے اور یہ کہا ہے کہ سرکار کے بعد بلکہ ان کے زمانے میں بھی

دوسرا نبی آسکتا ہے۔

اس تحریر پر حافظ زاہد حسین نے دستخط کیا۔ وہ مولانا جیش محمد کے سامنے پیش ہوئی، مگر اختلاف بند نہ ہوا۔ محرم ۱۴۰۸ھ میں حافظ زاہد حسین کا انتقال ہو گیا، حامیوں نے ان کا جنازہ پڑھا، اولاد نے عرس بھی شروع کر دیا جس میں موافقین بلا تکلف شریک ہوتے۔ دوسری طرف مخالفین ان جنازہ پڑھنے والوں اور عرس میں شرکت کرنے والوں کی سخت مذمت کرتے۔ یہاں تک کہ باہم مقاطعہ کی نوبت آگئی اور صورت حال سنگین سے سنگین تر ہوگئی۔ مصالحت اور باہمی گفت وشنید کی بھی کوششیں ہوئیں مگر کامیابی نہ ہوئی۔ آخر میں بریلی شریف حضرت علامہ اختر رضا خاں ازہری مدظلہٗ جانشین مفتی اعظم قدس سرہٗ کی جانب فریقین نے رجوع کیا۔ انہوں نے تصفیہ کے لئے ایک فیصل بورڈ بنا دیا جس کے رکن ہم تین افراد نامزد ہوئے۔ طرفین کے نمائندوں نے حلف نامہ لکھا کہ یہ حضرات جو فیصلہ کر دیں گے ہم ضرور اسے قبول کریں گے۔ یہ ماہ صفر ۱۴۱۶ھ میں ہوا۔

اس کے بعد فریقین نے اپنے اپنے موقف کے شواہد اور ثبوت تینوں ارکان کے پاس چند ماہ کے اندر بھیجے، جن کا مطالعہ کرنے کے بعد ۱۰/جمادی الاولیٰ ۱۴۱۷ھ کو فریقین کو شاہدین وشواہد کے ساتھ مبارکپور طلب کیا گیا۔ دو دن نشست رہی۔ کچھ ثبوت باقی رہ گئے جن کے لئے فریقین کو ۳/جمادی الآخر ۱۴۱۷ھ مطابق ۱۷/اکتوبر ۱۹۹۶ء کی تاریخ دے کر غوث منزل، مظفر پور میں طلب کیا گیا۔ ۵/جمادی الآخرہ ۱۴۱۷ھ کی

شام تک مسلسل نشستیں ہوتی رہیں اور فریقین کے گواہوں اور ذمہ داروں کے بیانات اور ان پر جرح وقدح کا سلسلہ جاری رہا۔ اور بیانات قلمبند ہوتے رہے۔ اس موقع پر بھی دونوں طرف کے ذمہ داروں اور نمائندوں نے عہد کیا کہ ہم فیصل بورڈ کے فیصلہ کو مانیں گے، ایک تحریری عہد نامہ پر دستخط بھی کئے۔

معاملہ ایک سر برآوردہ شخص اور اس کی تبعیت میں دوسرے بہت سے افراد کے کفر واسلام کا تھا اس لئے جملہ ثبوت وشواہد اور بیانات پر یکسوئی ودلجمعی کے ساتھ غور وخوض کی ضرورت محسوس ہوئی۔ تاکہ ایسا کوئی فیصلہ سرزد نہ ہو جو عنداللہ مواخذہ کا سبب بن جائے یا لوگوں میں اتفاق کے بجائے انتشار کا موجب ہو، اس لئے فیصلہ ملتوی کر دیا گیا۔

مظفر پور سے واپسی میں ایک دن ادارہ شرعیہ پٹنہ میں اسی غور وخوض کے لئے ارکان کی نشست رہی۔ پھر یکم و ۲/ربیع الآخر ۱۴۱۸ھ کو دار العلوم اشرفیہ مبارکپور میں مسلسل نشستیں ہوتی رہیں۔ یہاں تک کہ بحث وتنقیح مکمل کرتے ہوئے فیصلہ رقم ہوا۔ تفصیل آگے تحریر ہو رہی ہے۔

مسئلہ دائرہ میں تنقیح طلب امور:-

۱ــــ حافظ زاہد حسین محیبی ان علمائے دیوبند کی تکفیر کے قائل تھے یا نہیں، جن کی گستاخی

رسول اور انکارِ ضروری دینی کے باعث حسام الحرمین میں تکفیر کی گئی ہے۔؟

۲ —— پھلواری شریف کے شاہ بدرالدین، شاہ محی الدین، شاہ امان اللہ مذکورہ علمائے دیوبند کی تکفیر کے قائل تھے یا نہیں؟ بالفرض قائل تھے تو اس کا ثبوت کیا ہے؟ نہیں تھے تو اس کی بنیاد کیا ہے۔ نیز ان کی جانب عدم تکفیر کا انتساب کس حد تک ثبوت رکھتا ہے؟ قطعی یقینی ہے کہ کثیر افراد نے خود ان کی زبان سے عدم تکفیر کی صراحت سنی اور نقل کی، یا دو چار نے سنی اور باقی افراد یوں ہی واسطہ در واسطہ سن سنا کر نقل کرنے لگے اور بات عام ہو گئی۔
یہ سبھی امور کافی تفتیش و تحقیق اور تنقیح کے طالب ہیں۔

۳ —— کچھ اور باتیں بھی ہیں جو حسب موقع درج ہو رہی ہیں۔

پہلا مسئلہ:-

حافظ زاہد حسین اکابر دیوبند پر حسام الحرمین کے فتوی ''من شك فی كفره و عذابه فقد كفر'' کے قائل تھے یا نہیں؟

ان کے مخالفین کے بیانات میں یہ ہے کہ وہ دیوبندیوں سے ربط ضبط رکھتے تھے، ان کے یہاں آتے جاتے، کھاتے پیتے، چندہ وصول کرتے۔ ایک دو گواہوں نے یہ بھی کہا کہ اس ربط ضبط پر جب اعتراض کیا گیا تو حافظ زاہد حسین نے جواب دیا کہ میں ہر کلمہ گو کو مسلمان سمجھتا ہوں۔

موافقین ان کی صفائی میں صرف یہ بیان کرتے ہیں کہ وہ اپنے گھر اور اپنے علاقہ کے طلبہ کو سنی مدرسوں میں بھیجتے، دیوبندی مدرسوں میں بھیجنے سے روکتے، ان کے

یہاں رشتہ کرنے سے منع کرتے، اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہٗ کی تعریف کرتے، ان کی عظمت اپنے شاگردوں کے دل میں بٹھاتے۔ کسی بیان میں یہ صراحت نہیں ہے کہ کسی موقع پر صاف صاف انھوں نے یہ کہا کہ ''میں اکابر دیوبند کو کافر جانتا ہوں'' سوائے اس موقع کے جب حافظ زاہد حسین کے خطوط پکڑے جانے پر اختلاف اٹھا اور ان کے موافق علماء کو بھی ان کے عقیدۂ تکفیر سے متعلق شک ہوا۔ تو۔ ایک تحریر لکھی گئی۔ جس پر انھوں نے دستخط کیا۔ وہ تحریر حسب ذیل ہے:-

۷۸۶/۹۲ نحمدهٗ و نصلی علیٰ رسولهٖ الكريم

عبد الرشید گنگوہی (رشید احمد)، اشرف علی تھانوی، خلیل احمد انبیٹھوی، قاسم نانوتوی، مرتضیٰ حسن دربھنگوی و دیگر علمائے دیوبند خذلهم الله فی الدنیا و الآخره نے شان رسالت علیہ التحیۃ والثناء میں جو اہانت آمیز کلمات لکھے ہیں اور جن کلمات شنیعہ کی بنیاد پر علمائے حرمین شریفین نے کفر کا فتویٰ صادر فرمایا ہے بلکہ ان کے کفر و عذاب میں شک کرنے والے کو بھی کافر فرمایا ہے۔

لہٰذا جو شخص عبد الرشید گنگوہی، اشرف علی تھانوی، خلیل احمد انبیٹھوی، قاسم نانوتوی، مرتضیٰ حسن دربھنگوی اور دیگر شان رسالت میں گستاخی کرنے والے کو کافر نہ کہے اور انھیں کافر نہ جانے بلکہ اس کے کفر و عذاب میں شک کرے وہ بھی کافر ہے، خواہ وہ علمائے بریلوی ہوں یا علمائے پھلواری

تصدیق:- میں محمد زاہد حسین اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو حاضر وناظر جان کر مذکورہ بالا عبارتوں کی تصدیق کرتا ہوں اور اقرار کرتا ہوں کہ شانِ رسالت میں گستاخی کرنے والے خواہ علمائے بریلوی ہوں یا علمائے پھلواروی یا اور کوئی ہوں، میں انھیں کافر مانتا ہوں۔ بلکہ ان کے کفر و عذاب میں بھی شک کرنیوالے کو کافر مانتا ہوں۔

محمد زاہد حسین

(۲) دوسرا مسئلہ مذکورہ پیران پھلواری کا موقف

شاہ بدرالدین کے بارے میں فریق مخالف نے کوئی واضح موقف نہیں پیش کیا۔ جبکہ فریق موافق شرکتِ ''ندوہ'' سے علٰحدگی و بیزاری اور اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہٗ پر اعتماد کا مطبوعہ ثبوت پیش کیا۔

شاہ محی الدین کے بارے میں فریق مخالف نے شاہ عون کی کتاب ''حیات محی الملت'' کا اقتباس پیش کیا۔ جس کا حاصل یہ ہے کہ شاہ محی الدین، علمائے دیوبند کی کفری عبارتوں پر ان کی تکفیر نہیں کرتے تھے، ہاں ان کو خاطی مانتے تھے ——— یہ کتاب شاہ عون احمد کی لکھی ہوئی ہے جو دیوبندیت سے بہت قریب ہیں، اور اپنی پیری برقرار رکھنے کے لئے عرس و فاتحہ جیسے مراسم اہلسنت کے بھی پابند ہیں، انہوں نے پھلواروی مسلک کے نام سے ایک مستقل نظریہ، عدم تکفیرِ علمائے دیوبند اپنا رکھا ہے،

جس کے وہ سرگرم مبلغ اور داعی ہیں۔ ایسے لوگ اپنے موقف کی تقویت کے لئے بہت سی اختراعی باتیں پیدا کر لیتے ہیں۔ انھیں میں سے یہ بھی ہے کہ معروف بزرگوں کی طرف یہ منسوب کر دیتے ہیں کہ ان کا بھی وہی نظریہ تھا جو ہمارا ہے۔

(۱) اس لئے اس بات کا قوی احتمال ہے کہ شاہ محی الدین کی طرف عدم تکفیر کا انہوں نے غلط انتساب کر دیا ہو، اور ان کا فتوی یا مکتوب بھی وضع کر لیا ہو۔ جیسے ''غم پرملال'' میں شاہ بدرالدین کے متعلق اظہار ہے کہ وہ تا حیات ''ندوہ'' کے حامی و سرپرست رہے، جبکہ خود ان کا مطبوعہ مکتوب واضح اور صریح طور پر ''غم پرملال'' کے بالکل برخلاف ہے۔

ہاں کتاب ''حیات محی الملۃ'' شاہ امان اللہ کی زندگی میں ان کے گھر سے شائع ہوئی۔ ظاہر یہی ہے کہ انہوں نے پڑھی بھی ہوگی، اس میں ان کے پیر کا مذہب، مسلک عدم تکفیر بیان کیا گیا ہے۔ اگر ان کا یہ مسلک نہیں تھا تو ضروری تھا کہ شاہ امان اللہ اس کی تردید شائع کرتے، مگر انہوں نے اس کا رد شائع نہ کیا۔ یا تو اس لئے کہ یہ بھی شاہ عون احمد ہی کی طرح اس نئے نظریہ کے حامی تھے، یا اس لئے کہ شاہ محی الدین واقعۃً علمائے دیوبند کی تکفیر کے قائل نہ تھے، یا اس لئے کہ یہ شاہ عون کے خلاف اعلان میں اپنی جان و آبرو کے لئے خطرہ محسوس کرتے تھے، یا اپنی سجادہ نشینی برقرار رکھنے کے لئے سکوت میں عافیت سمجھتے تھے۔ بہرحال ان کی حیثیت سخت مجروح ہے۔

فریق مخالف نے دو گواہ بھی پیش کئے، جن کے بیانات سے یہ معلوم ہوتا ہے۔ کہ۔

شاہ امان اللہ صاحب بھی عدمِ تکفیر کا مسلک رکھتے تھے، مگر یہ خبر آحاد ہے۔ اور بعض دار الافتاؤں سے تواتر کی جو بات صادر ہوئی ہے اس میں یہ امر محل نظر ہے کہ یہ تواتر عرفی ہے یا قطعی و اصطلاحی، جو ایسے مسئلہ میں مطلوب ہے۔

(۳) تیسرا مسئلہ حافظ زاہد حسین کی تحریر اور اس سے متعلق اعتراض و جواب

اس تحریر کی نقل گذر چکی ہے، اس میں علمائے دیوبند کو نامزد کرکے تکفیر ہے۔ اور ان کے کفر میں شک کرنے والوں سے متعلق اجمالاً یہ درج ہے کہ وہ بریلوی ہوں یا پھلواروی یا اور، ان کو بھی کافر جانتا ہوں۔

بیان میں مولانا جیش محمد صاحب نے کہا کہ اس تحریر کے پیش ہونے کے بعد ہم نے حافظ زاہد حسین سے شاہ امان اللہ اور شاہ عون احمد کو نامزد کرکے تکفیر کا مطالبہ کیا، مگر انہوں نے صراحۃً اس سے انکار کیا۔

مولانا محمد اسرائیل، مولانا محمد عثمان اور مولانا عبد العزیز کے بیان مورخہ ۲۶/ ستمبر ۱۹۹۶ء میں یہ ہے۔ کہ ہمیں بعد میں معلوم ہوا کہ مولانا جیش محمد نے علمائے پھلواری کی تکفیر کا مطالبہ کیا تھا۔ مگر۔ ہمارے سامنے کی بات نہیں ہے لیکن مولوی محمد اسرائیل وغیرہ نے مقدمہ کی سماعت کے لئے جو تحریری فائل پیش کی ہے اس میں مولانا عبد المنان کلیمی کا ایک استفتاء مع جواب موجود ہے، جس کو مولانا محمد اسرائیل وغیرہ نے بطور ثبوت پیش کیا ہے اس استفتاء میں زاہد حسین کو زید کے نام سے اور مولانا جیش محمد کو بکر کے نام سے پیش کیا گیا ہے۔ اس میں حافظ زاہد حسین کی تکفیر دیا بنہ پر

تصدیقی تحریر نقل کرنے کے بعد لکھا ہے:-

چونکہ زید کے ایمان و عقیدہ کے بارے میں شکوک و شبہات کے افواہ بکر کی طرف منسوب تھیں، اس لئے علمائے اہلسنت کا وفد زید کے ہمراہ بکر کے یہاں پہونچا، اور زید کی تصدیقی تحریر کا ذکر کرتے ہوئے علمائے اہل سنت کے وفد نے بکر سے کہا کہ بکر صاحب زید صاحب سے ہم لوگوں نے حسام الحرمین شریف وغیرہ کے بارے میں تحریری ثبوت لے لیا ہے، اب آپ زید جو ابھی تشریف فرما ہیں، کے بارے میں کسی طرح کا شک و شبہ نہ کریں اور غلط پروپگنڈے سے پرہیز فرمائیں۔ بکر نے اس مجلس میں زید کے سابقہ دو خطوط کا کوئی تذکرہ نہیں کیا، اور کہا اس طرح کی تصدیقی تحریر سے کیا ہوتا ہے، زید سے مخاطب ہوکر آپ یہ بتائیں کہ علمائے پھلواری کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے؟ وہ لوگ توہین رسول کرنے والے کو کافر نہیں جانتے ہیں، زید نے جواب دیا کہ اگر وہ لوگ توہین رسول کرنے والے کو کافر نہیں جانتے ہیں تو وہ لوگ بھی اسی زمرے میں ہیں، زید کے اس جواب پر بکر نے یہ کہا کہ آپ اگر مگر کیوں لگاتے ہیں، صاف کہئے کہ امان سابق قریبی سجادہ نشیں پھلواری، ہامان، عون برادر امان فرعون کافر۔ بکر کی اس بات پر زید خاموش ہوگئے۔ (صفحہ ۴)

استفتاء کی اس عبارت سے ثابت ہوتا ہے کہ حافظ زاہد حسین کی تصدیقی تحریر کو جو علماء لے کر مولانا جیش صاحب کے پاس گئے تھے ان کے ہمراہ حافظ زاہد حسین بھی تھے ـــــ اور چونکہ یہ استفتاء مولوی محمد اسرئیل اور حامیان حافظ زاہد حسین نے بطور ثبوت پیش کیا ہے۔ اس لئے یہ ان پر حجت ہے ـــــ اسی طرح یہ بھی ثابت ہوا کہ مولانا جیش محمد صاحب نے حافظ زاہد حسین سے شاہ امان اللہ صاحب اور شاہ عون صاحب کی تکفیر کا مطالبہ کیا۔ تو۔ حافظ زاہد حسین خاموش رہے۔ جو کم سے کم توقف ہے۔

مولانا جیش محمد صاحب کی طرف سے سماعت کے لئے جو فائل فیصل بورڈ کو پیش کی گئی ہے اس میں صفحہ ۱۸ وصفحہ ۱۹ پر ایک استفتاء مندرج ہے، جس میں حافظ زاہد حسین کو لفظ زید اور مولانا جیش محمد کو لفظ بکر سے یاد کیا ہے۔ اس استفتاء میں زید کی تصدیقی تحریر درج کرنے کے بعد یہ عبارت ہے:-

> اس تحریر کے ساتھ حاضرینِ مجلس زید کو بکر کے پاس لائے تو بکر نے زید سے سوالات کئے، آپ اس تحریر میں علمائے دیوبند کو کافر کہتے ہیں۔ مگر جو خطوط آپ نے بنام افراد پھلواری لکھے ہیں وہ میرے پاس موجود ہیں، کہئے تو لاکر دکھادوں، ان سے وہ رسالہ علمائے محتاطین علمائے دیوبند کو کافر کہنے سے پرہیز کریں'' طلب کرنے کا کیا مطلب ہے؟ زید اس کا کوئی جواب نہ دے سکا۔ اس تحریر میں علمائے بریلی کے لانے کی کیا ضرورت؟ جب وہ علمائے دیوبند کی تکفیر کرتے ہیں۔ رہ گئے موجودہ علمائے پھلواری تو وہ علمائے دیوبند کی تکفیر نہیں کرتے، جیسا کہ آپ کو بھی یقین کے ساتھ معلوم ہے کہ امان بے ایمان اور عون احمق علمائے دیوبند کی تکفیر نہیں کرتے۔ اس لئے یہ کہئے کہ میں ان دونوں کو کافر کہتا ہوں۔ زید یہاں بھی خاموش ہی رہا۔

یہ استفتاء مولانا جیش محمد صاحب نے محمد یونس وغیرہ کے نام سے مرتب کیا ہے۔ اور ثبوت کی فائل ان کے حکم سے مولانا احمد حسین برکاتی وغیرہ نے مرتب کی ہے۔ اس لئے مولانا جیش محمد اور مولانا احمد حسین پر یہ حجت ہے۔

(۲) اس استفتاء کے بیان سے یہ معلوم ہوا کہ اہل پھلواری کی تکفیر کے مطالبہ پر حافظ زاہد حسین خاموش رہے۔ نہ صراحۃً تکفیر کی، نہ صراحۃً تکفیر سے انکار کیا مگر مولانا جیش محمد صاحب نے مظفر پور میں زبانی بیان دیتے ہوئے یہ کہا کہ (مطالبہء تکفیر اہل پھلواری پر) حافظ زاہد حسین نے کہا کہ ہم علمائے پھلواری کو کافر نہیں کہیں گے، کیونکہ بریلی والوں نے ان کو کافر نہیں کہا ہے۔ یہ مندرجہ بالا تحریری بیان کے خلاف ہے۔

اسی طرح مولانا احمد حسین برکاتی نے ۱۸/اکتوبر ۹۶ء کو مظفر پور میں اپنے زبانی بیان میں یہ کہا کہ (مذکورہ موقع پر) حافظ زاہد نے کہا۔ میں ان کو کافر نہیں کہتا، میں ہر کلمہ گو کو مسلمان سمجھتا ہوں۔

پہلا جملہ مذکورہ بالا تحریر کے خلاف ہے اور دوسرا جملہ مذکورہ بالا تحریر کے علاوہ
مولانا جیش محمد صاحب کے زبانی بیان کے بھی خلاف ہے، مولانا احمد حسین صاحب نے
اپنے مکتوب میں بھی لکھا ہے کہ شیر نیپال نے علمائے پھلواری کی تکفیر کا مطالبہ کیا تو کہنے کو
تیار نہ ہوا۔ (مختصرًا) ——— بلکہ اس کا مفاد یہ ہے کہ جس مجلس میں
انھوں نے علمائے دیوبند کی تکفیر پر اپنی تصدیقی تحریر پیش کی، اسی مجلس میں اپنے زبانی
بیان سے اس کو رد بھی کر دیا۔ حالانکہ یہ صورت ہرگز پیش نہ آئی۔ کیونکہ موافقین، مخالفین
اور خود مولانا جیش محمد صاحب کے بیان سے یہ ثابت ہے کہ مولانا نے یہ تسلیم کیا کہ
علمائے دیوبند کی تکفیر تو کر دی، مگر اہل پھلواری کے دو شخصوں کو نامزد کر کے ان کی تکفیر کے
مطالبہ پر خاموش رہے۔

ثبوت کے طور پر پیش کی گئی فائل کے تحریری بیان اور بالمشافہ سماعتِ مقدمہ کے
دوران زبانی بیان میں یہ اختلاف اور تعارض افسوسناک ہے ———

جس طرح فریق موافق نے تحریری فائل میں تصدیقی تحریر جنکپور مولانا جیش محمد
کے پاس لے جانے کے وقت حافظ زاہد حسین کا بھی ساتھ جانا اور مولانا جیش محمد کا ان
سے گفتگو کرنا ذکر کیا، پھر زبانی بیان میں اس موقع پر ان کی معیت سے ہی بالکل انکار
کر دیا، جب کہ فریق مخالف نے زبانی اور تحریری دونوں بیان میں معیت کا ذکر کیا ہے،
اس لئے قدرے متفق علیہ کو اصل اور صحیح قرار دیتے ہوئے یہ مانا جائے گا کہ اس موقع پر
حافظ زاہد حسین ساتھ تھے ——— اسی طرح فریق مخالف نے تحریری فائل میں یہ بتایا

کہ اہل پھلواری کی تکفیر کے مطالبہ پر حافظ زاہد حسین خاموش رہے، اور زبانی بیان میں یہ
کہا کہ حافظ زاہد حسین نے اہل پھلواری کے عدم تکفیر کو قطعی طور پر جاننے کا اقرار کیا۔ اور
ان کی تکفیر سے انکار کیا۔

مولانا جیش محمد صاحب سے ان کے بیان پر جرح کرتے ہوئے پوچھا گیا کہ
آپ کو یہ کیسے معلوم ہوا کہ حافظ زاہد حسین قطعی طور پر جانتے ہیں کہ اہل پھلواری علمائے
دیوبند کی تکفیر نہیں کرتے۔ تو انھوں نے جواب دیا کہ یہ مجھ کو ان کے اقرار سے ہی معلوم
ہوا کہ وہ اس بات سے مطلع ہیں۔ کس موقع پر اقرار کیا؟ اس کا جواب یہ دیا کہ جب
مولوی عبدالحمید وغیرہ حافظ زاہد کی تصدیقی تحریر لائے تھے تو میں نے حافظ زاہد حسین سے
کہا تھا کہ خدا کی قسم بے ایمان امان علمائے دیوبند کی تکفیر نہیں کرتا اور آپ کو بھی اس کا علم
یقینی حاصل ہے۔ کہ وہ کافر نہیں کہتے، اور عون احمق چوں کہ علمائے دیوبند کی تکفیر نہیں کرتا
اور خدا کی قسم نہیں کرتا اور آپ کو بھی اس کا علم ہے تو آپ کہئے کہ بے ایمان امان اور عون
احمق کافر و مرتد ہے، اس وقت حافظ زاہد حسین نے کہا کہ ہاں وہ لوگ خاطی کہتے ہیں،
کافر نہیں کہتے۔

(۳) پہلے کے تحریری بیانات کے پیش نظر یہی مانا جائے گا کہ اس موقع پر حافظ
زاہد حسین نے علمائے پھلواری کو کافر کہنے سے نہ صراحۃً انکار کیا نہ ہی صراحۃً یہ اقرار کیا
کہ ہاں یہ لوگ خاطی کہتے ہیں، کافر نہیں کہتے ——— اس لئے مولانا جیش
محمد صاحب نے جو یہ کہا کہ مجھے اس موقع پر ان کے اقرار سے ہی علم یقینی ہوا'' وہ صحیح

نہیں۔ کیوں کہ مبنیٰ ہی صحیح نہیں ۔

اب ایک مسئلہ یہ ہے کہ دیوبندیوں کی تکفیر پر دستخط کرنے کے بعد حافظ زاہد حسین کی حالت کیا رہی؟ وہ اس پر قائم رہے؟ یا اس کے خلاف کوئی اعتقاد ظاہر کیا؟۔ موافقین کا بیان ہے کہ وہ اس پر قائم رہے۔ مخالفین اس کے خلاف صرف ایک خبر واحد لاتے ہیں۔ کوئی قطعی متواتر ثبوت نہیں دیتے۔ موافقین بھی اس تحریر سے قبل یا بعد یہ اقرار ان سے کہیں نقل نہیں کرتے کہ وہ علمائے دیوبند کی تکفیر کی صراحت کرتے تھے۔ بلکہ مولانا کلیم الدین صاحب جو عرصہ تک ان سے متعلق رہے وہ کہتے ہیں کہ اس موضوع پر ان سے کبھی گفتگو نہ ہوئی۔ اور اس کی صراحت ان سے ہم نے نہ سنی۔

قابل توجہ امر یہ ہے کہ حافظ زاہد حسین کا تعلق زندہ و وفات یافتہ سبھی علماء و پیران پھلواری سے رہا۔ اور وہ ان کے ساتھ عقیدت اور تعظیم و تکریم کے ساتھ پیش آتے رہے۔ ان حضرات میں شاہ بدرالدین، شاہ محی الدین، شاہ امان اللہ کے بارے میں اگر چہ بحث و کلام بہت ہے۔ مگر۔ موجودہ علمائے پھلواری کا رُخ دیوبندیوں کی جانب ہے یا اہل سنت کی طرف؟ وہ کس طرف جارہے ہیں؟ اور عقیدۃً، مسلکاً عملاً ان کا تعلق کس سے ہو چکا ہے؟ یہ بالکل واضح ہے، خصوصاً شاہ عون احمد اور اس کے اذناب نہ صرف یہ کہ عدم تکفیر کے قائل ہیں، بلکہ مؤید و مبلغ بھی، علمائے دیوبند سے گہرا یارانہ ہے۔ اور اہل سنت سے سخت معاندت۔ حافظ زاہد حسین ان سے بھی تعظیم و عقیدت کا معاملہ رکھتے تھے، اس کی تردید موافقین کے بیان سے بھی نہ ہوسکی۔ اگر چہ اس تحریر کے بعد اس تعلق

کے ثبوت پر زیادہ شہادتیں نہیں ہیں، ایک دو ہیں، اور ان پر بھی موافقین کو کلام ہے

قائل کفر کی تکفیر کلامی کے لئے ضروری ہے کہ تکفیر کرنے والے کے نزدیک احتمال فی الکلام، احتمال فی التکلم اور احتمال فی المتکلم تینوں مرتفع ہوں، بعد ارتفاع احتمالات مذکورہ اگر وہ تکفیر نہیں کرتا تو اس کی بھی تکفیر ہوگی بشرطیکہ اس کے تعلق سے بھی احتمال فی الکلام، احتمال فی التکلم اور احتمال فی المتکلم تینوں مرتفع ہوں۔

(۴) مولانا جیش محمد صاحب نے جو شواہد پیش کئے ان سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ حافظ زاہد حسین مذکورہ مراحل سے گذر چکے تھے۔ اس لئے مولانا جیش محمد صاحب کا یہ کہنا کہ میرے نزدیک حافظ زاہد حسین کا کفر کلامی ثابت ہے، یہ ایک ایسا دعویٰ ہے جس پر وہ ضروری دلیل فراہم نہ کرسکے۔

حافظ زاہد حسین کے جملہ احوال پر غائر نگاہ ڈالنے سے یہ بات متحقق ہو جاتی ہے کہ انھوں نے دیوبندیوں کی تکفیری تحریر پر تصدیقی دستخط ثبت کرنے کے قبل و بعد اس مسئلہ میں اپنی پوزیشن واضح اور نمایاں نہیں رکھی، دیگر معاملات میں وہ دیوبندیوں سے الگ اور اہل سنت کے موافق و مبلغ اگر چہ بتائے جائیں۔ مگر تکفیر کے معاملہ میں قبل و بعد کی غیر واضح روش اور خود تحریر پیش ہونے کے وقت موخذات پر ان کے سکوت سے یہی ظاہر ہوتا ہے کہ وہ اس مسئلہ میں متہم ضرور ہیں اور ان کی سنّیت مشتبہ ہے ۔

حکم

مذکورہ جملہ تفصیلات کی روشنی میں ''فیصل بورڈ'' اس نتیجہ پر پہونچا ہے کہ مشتبہ و متہم حافظ زاہد حسین مذکور ہرگز اس قابل نہیں کہ ان کو اہل سنت کا مقتدا و پیشوا مانا جائے۔ اوران کا عرس کیا جائے ——— اسی طرح مسئلہ تکفیر کی نزاکت اوراس کے طویل الذیل جزئیات ومباحث پر نظر کرتے ہوئے، اور'' الاسلام یعلو و لا یعلی '' کو سامنے رکھتے ہوئے اس کی بھی اجازت نہیں دی جاسکتی کہ ثبوت غیر قطعی کو قطعی مان کر ان کی تکفیر کی جائے، اوران کو سنی جاننے ماننے والے افراد کو بھی انھیں کے زمرے میں شمار کیا جائے اوران کے ساتھ بھی وہی سلوک روا رکھا جائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

ضیاء المصطفیٰ قادری　　فقیر محمد مطیع الرحمٰن غفرلہ　　محمد احمد مصباحی

مورخہ ۳؍ربیع الآخر ۱۴۱۸ھ　　۳؍ربیع الآخر ۱۸ھ

۸؍اگست ۹۷ء

ذٰلك كذالك انی مصدق لذلك۔ فیصلہ مندرجہ بالا فقیر نے بغور سنا فقیر اس کی تصدیق و تائید کرتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا قادری ازہری غفرلہ

آل مصطفیٰ مصباحی　　۴؍ربیع الآخر ۱۴۱۸ھ

نقل مطابق اصل محمد احمد مصباحی ۲؍جمادی الاولیٰ ۱۴۱۸ھ

فیصل بورڈ کے فیصلہ کی وہ تحریر جہاں میں نے نمبر(۱) لگا کر خط کشیدہ کردیا ہے اس تحریر سے صاف واضح ہے کہ سید شاہ محی الدین کی جانب عدم تکفیر (کافر نہ کہنا) کا انتساب عون احمد کا کرنا غلط ہے اور یہی احتمال قوی ہے۔ اسی طرح شاہ محی الدین کا فتویٰ یا مکتوب (خط) بھی وضع کرلینا۔ جس کی مزید تقویت کے لئے ''غم پر ملال'' کی مثال بھی ارکان فیصل بورڈ نے پیش کردی ہے۔

واضح ہو کہ سید شاہ محی الدین کا کبرائے دیابنہ کے عدم تکفیر (کافر نہ کہنا) کا اقتباس کتاب محی الملۃ والدّین سے جو پیش کیا گیا ہے وہ کتاب عون احمد نے سید شاہ محی الدین کی وفات کے بعد لکھی ہے۔ جس کی تائید وتوثیق فیصل بورڈ کی تحریر سے بھی ہوتی ہے۔ اس لیئے وہ کتاب یا کسی مؤقر ماہنامہ جریدہ میں چھپے ہوئے کسی مضمون نگار کے مضامین سے شاہ محی الدین کی وفات کے بعد ان کی بدعقیدگی کے ثبوت کے لئے از روئے شرع دلیل نہیں ہوسکتے جو ہر صاحب علم پر عیاں ہے۔ علاوہ ازیں سید شاہ محی الدین کے دور حیات میں ہمارے جو اکابرین علمائے اہل سنت موجود تھے مثلاً سرکار اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی، سیدی و مرشدی حضور مفتی اعظم ہند شہزادۂ اعلیٰ حضرت، حضور صدر الشریعہ مصنف بہار شریعت، حضور مجاہد ملت مولٰینا محمد حبیب الرحمٰن، امین شریعت حضور مفتی محمد رفاقت حسین اور ملک العلماء مولانا ظفر الدین بہاری وغیرھم علیہم الرحمۃ و الرضوان کی اجتماعی یا انفرادی طور پر کوئی تحریر گذشتہ پیران خانقاہ مجیبیہ کے تعلق سے نہیں ملتی۔ بلکہ ہمارے مذکورہ اکابرین کا سید شاہ محی الدین کے ساتھ اختلاط کا تحریری ثبوت

کتابوں میں ملتا ہے۔جس کا اقتباس میں نے اپنے ماسبق تحریر میں درج کر دیا ہے۔
حامیان زاہد ملت علیہ الرحمہ اپنے اسلاف کے نقش قدم پر چلنے والے لوگ ہیں۔

فیصل بورڈ کے فیصلہ کی وہ تحریر جہاں میں نے نمبر (۲) لگا کر خط کشیدہ کر دیا ہے
اس تحریر کو بغور پڑھیئے تو روز روشن کی طرح واضح ہو جائے گا کہ فیصل بورڈ کے نزدیک
مولانا جیش محمد صاحب کے بطور ثبوت پیش کردہ فائل کی تحریر اور غوث منزل مظفر پور میں
بورڈ کے سامنے بیان میں کتنا زبردست تضاد یعنی اختلاف ہے اور یہ بھی سمجھ میں آجائے
گا کہ خود ان کے اور ان کے شاگرد مولوی احمد حسین برکاتی کے زبانی بیان کے مابین اتنا
شدید اختلاف ہے کہ جس پر فیصل بورڈ نے اظہار افسوس فرمایا ہے۔

فیصل بورڈ کی وہ تحریر جہاں نمبر (۳) لگا کر خط کشیدہ ہے۔اس سے اظہر من
الشّمس ہے کہ مولانا جیش محمد کے استفسار پر حضرت حافظ زاہد حسین نے اہل پھلواری کو
کافر کہنے سے صاف لفظوں میں نہ انکار ہی کیا نہ ہی اقرار کیا ـــــ اس لئے مولانا جیش کا
یہ کہنا کہ حافظ قاہد حسین کے اقرار سے ہی مجھے علم یقینی ہوا کہ وہ اہل پھلواری کو کافر نہیں
بلکہ خاطی جانتے ہیں وہ صحیح نہیں کیونکہ جس بنیاد پر مولانا جیش نے علم یقینی ہونا بتایا وہ بنیاد
ہی صحیح نہیں۔

فیصل بورڈ کی وہ تحریر جہاں نمبر (۴) لگا کر خط کشیدہ کر دیا گیا ہے اس تحریر پر نظر
عمیق ڈالنے سے واضح ہو جاتا ہے کہ مولانا جیش کا حضرت حافظ زاہد حسین علیہ الرحمہ کو
کافر کہنے کے لئے کوئی ٹھوس اور مضبوط دلیل ان کے پاس نہیں۔اس لئے کہ کسی کو کافر

کہنے کے لئے احتمال فی الکلام، احتمال فی المتکلم، احتمال فی التکلم کا مرتفع ہونا لازم ہے۔
اور مولانا جیش جو شواہد پیش کئے اس سے یہ ثابت نہیں کہ حافظ زاہد حسین کو کافر کہنے میں
وہ ان تینوں مراحل سے گذر چکے ہیں۔اس لیئے ان کا دعویٰ بغیر دلیل ہے۔

☆☆☆☆☆☆

فیصلہ کی وضاحت

فیصل بورڈ کے ارکان سے حضرت ازہری صاحب قبلہ بریلی شریف کے، حضرت محدث کبیر صاحب قبلہ گھوسی کے، مفتی محمد مطیع الرحمٰن صاحب پورنیہ کے، مولانا محمد احمد مصباحی مبارکپور کے رہنے والے ہیں۔ اور حضرت حافظ زاہد حسین صاحب علیہ الرحمہ نیپال کے رہنے والے تھے۔ جن کا انتقال آج سے ۲۹ر سال قبل ہو گیا۔ اور ان کے معاملہ کے تعلق سے مقدمہ کا فیصلہ آج سے ۱۸ر سال قبل ہوا یعنی ان کے انتقال کے بارہ سال بعد فیصلہ ہوا۔

بورڈ کے ارکان حضرات کو حضرت حافظ زاہد حسین علیہ الرحمہ سے کبھی کی نہ کوئی جان پہچان نہ ہی ملاقات بات یعنی ان کی شخصیت ان حضرات کے نزدیک غیر متعارف تھی۔ ایسے نادیدہ ناشناشیدہ شخص کے تعلق سے دو طرح کے اقوال وافعال، دلائل وشواہد اور بیانات ارکان بورڈ کے سامنے آئے تو ظاہر سی بات ہے کہ ایک غیر متعارف شخص کی شخصیت ان کے نزدیک مشتبہ ہو جائیگی۔ جس کی طرف بورڈ کے ''حکم'' کا یہ جملہ '' فیصل بورڈ اس نتیجہ پر پہونچا ہے کہ مشتبہ متہم حافظ زاہد حسین'' رہنمائی کر رہا ہے۔ جس کا خلاصہ یہ ہوا کہ حافظ زاہد حسین کے تعلق سے دو طرح کے بیانات کی بنیاد پر ان کا مشتبہ متہم ہونا فیصل بورڈ کا نتیجہء فکر ہے۔ جس کی مزید تائید ''حکم'' کے اس جملہ '' ان کو سنّی

جاننے ماننے والے افراد کو بھی انھیں کے زمرے میں شمار کیا جائے'' سے بھی ہو رہی ہے۔ جو جملہ معطوفہ ہے۔ یعنی اس جملہ کا عطف ماقبل والے جملہ '' اس کی بھی اجازت نہیں دی جاسکتی'' پر ہے۔ جس کا خلاصہ یہ ہوا کہ اَلِاسْلَامُ یَعْلُوا وَ لَا یُعْلٰی یعنی اسلام غالب رہتا ہے مغلوب نہیں ہوتا کے پیش نظر جن لوگوں نے حافظ زاہد حسین کے شب و روز کے لمحات اور ان کی اسلامی عملی، دینی و مسلکی خدماتی زندگی کو دیکھا ہے ان لوگوں کا ان کو سنی جاننا ماننا صحیح و درست ہے۔ اس لئے ان لوگوں پر اشتباہ واتہام کا حکم لگانے کی اجازت نہیں۔

اب رہا بورڈ کے حکم کا یہ جملہ '' ان کو اہلسنت کا مقتدا و پیشوا نہ مانا جائے اور ان کا عرس نہ کیا جائے'' یہ حکم استحسانی واستحبابی ہے۔ نہ کہ وجوبی۔ اس لئے کہ عرس کرنا نہ فرض ہے نہ واجب بلکہ جائز و مستحسن ہے اسی طرح کسی کو مقتدا و پیشوا ماننا نہ فرض ہے نہ واجب ۔ بلکہ اس کا تعلق کسی سے اعتقاد کی بنیاد پر ہے۔ اس لئے یہ اعتقادی ہے۔ تو کسی مسلمان کو مقتدا و پیشوا نہ ماننا اور اس کا عرس نہ کرنا اس حکم سے اس مسلمان کو اسلام سے خارج نہیں مانا جاسکتا کیونکہ مسلمانیت کے لیئے مقتدائیت و پیشوائیت اور عرس کا ہونا لازم وضروری نہیں ہے۔ ورنہ صحابہء کرام، تابعین، تبع تابعین اور عوام الناس کہ جن کا عرس نہیں ہوتا ان کا مسلمان نہ ہونا لازم آئیگا۔ معاذ اللہ رب العالمین۔ جس کی تائید و توثیق بورڈ کے حکم کے تحت اس جملہ '' ثبوت غیر قطعی کو قطعی مان کر ان (حافظ زاہد حسین) کی تکفیر کی جائے'' سے ہو رہی ہے۔ یہ جملہ بیانیہ ہے یعنی ماقبل میں اس جملہ سے متصل

جملہ کا یہ بیان ہے۔ جس کا خلاصہ یہ ہوا کہ مولانا جیش محمد کے پیش کردہ دلائل وشواہد کل کے کل ثبوت غیر قطعی ہیں جو حافظ زاہد حسین علیہ الرحمہ کی تکفیر کے لئے ناکافی ہیں۔ اس لئے وہ مسلمان ہیں۔ اگر چہ ان کے مقتدا و پیشوا نہ ماننے اور عرس نہ کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔

فیصل بورڈ کا حضرت حافظ زاہد حسین کی تکفیر کی اجازت نہ دینا یعنی ان کو مسلمان جاننا ماننا یہ حکم وجوبی ہے۔ اس لئے کہ کسی مسلمان کو کفر سے بچانا فرض قطعی ہے۔

جیسا کہ سرکار اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمہ نے تحریر فرمایا ہے:

> بالجملہ تکفیر اہل قبلہ واصحاب کلمہ طیبہ میں جرأت وجسارت محض جہالت بلکہ سخت آفت جس میں وبال عظیم ونکال کا صریح اندیشہ۔ والعیاذ باللہ رب العالمین۔ فرض قطعی ہے کہ اہل کلمہ کے ہر قول وفعل کو اگر چہ بظاہر کیسا ہی شنیع وقطیع ہو حتی الامکان کفر سے بچائیں اگر کوئی ضعیف سی ضعیف نحیف سی نحیف تاویل پیدا ہو جسکی رو سے حکم اسلام نکل سکتا ہو تو اسکی طرف جائیں اور اس کے سوا ہزار احتمال جانب کفر جاتیں ہوں خیال میں نہ لائیں
>
> احتمال اسلام چھوڑ کر احتمالات کفر کی جانب جانے والے اسلام کو مغلوب اور کفر کو غالب کرتے ہیں۔ والعیاذ باللہ
>
> (فتاویٰ رضویہ جلد پنجم صفحہ ۳۹۹)

باغیان زاہد ملت جو صرف اپنے آپکو ہی مسلک اعلیٰ حضرت پر کاربند و پابند تصور کرتے ہیں اور ٹھیکہ دار بن کر سند تقسیم کرتے ہیں وہ لوگ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کے مذکورہ بالا قول پر خصوصی توجہ دیں۔ اور حضرت حافظ زاہد حسین کا کفر ثابت کرنے پر اپنی قوت وزور صرف کرنے والے اس کی روشنی میں وبال عظیم ونکال صریح کا گرفتار نہ ہوں۔ بلکہ ان کے ایمان واسلام کہ جس کو بورڈ نے بھی ثابت کر دیا اس کے قائل ہو کر اپنی عاقبت کی خیر اندیشی کریں۔

ملک نیپال میں اہل سنت کے مابین جو نزاع واختلاف چل رہا ہے اس کا تعلق حضرت حافظ زاہد حسین صاحب کے صرف ایمان وکفر سے ہے۔ مقتدا و پیشوا ماننے یا نہ ماننے اور عرس کرنے یا نہ کرنے کے تعلق سے نہیں۔ جیسا کہ فیصل بورڈ کے فیصلہ کی ابتدائی تحریر میں فریقین کے موقف کے تعین سے ظاہر ہے۔ جب فیصل بورڈ اپنے فیصلہ میں حضرت حافظ زاہد حسین کے اسلام کو ثابت کر دیا تو ان کے حامیوں کے موقف کی تائید ہوگئی۔

مولانا جیش محمد اور ان کے حاشیہ نشیں اس بات پر بڑا زور دیتے ہیں اور بڑے ہی شد و مد سے اوچھالتے ہیں کہ فیصل بورڈ نے عرس نہ کرنے کا حکم دیا ہے اور حامیان حافظ زاہد حسین عرس کر کے فیصلہ کی خلاف ورزی کرتے ہیں۔ تو جواباً میں یہ کہونگا کہ اس کے آگے بھی فیصلہ کے جملوں پر یہ لوگ کیوں نہیں غور کرتے؟ اگر غور سے تعصّبانہ عینک ہٹا کر دیکھیں گے تو نظر آئیگا کہ فیصل بورڈ نے حضرت حافظ زاہد حسین کی تکفیر نہ کرنے کا حکم

دیا ہے۔ پھر یہ لوگ ان کی تکفیر کر کے فیصلہ کی خلاف ورزی کیوں کرتے ہیں؟ کتب فقہ کی روشنی میں اوپر یہ بتا چکا ہوں کہ عرس نہ کرنے کا حکم وجوبی نہیں استحبابی ہے۔ اور مستحب کی خلاف ورزی خلاف اولیٰ کہلاتا ہے۔ اور خلاف اولیٰ وہ ہے جس کا نہ کرنا بہتر اور کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں۔ تو عرس کرنے والے خلاف اولیٰ کے مرتکب ہوئے۔ اور فیصل بورڈ نے ان کی تکفیر نہ کرنے کا حکم دیا تو وہ مسلمان ہیں۔ اور مسلمان کو مسلمان جاننا واجب ہے۔ انکو مسلمان نہ جاننے والے جرم عظیم کے مرتکب۔ وہ بھی ایسے جرم عظیم کے خود ان لوگوں کے ایمان واسلام کو خطرہ لاحق۔ جس کی جانب نبی کریم ﷺ رہنمائی فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا:

اَیُّمَا اِمْرَئٍ قَالَ لِاَخِیْہِ یَا کَافِرُ فَقَدْ بَاءَ بِھَا اَحَدُھُمَا اِنْ کَانَ کَمَا قَالَ وَ اِلَّا رَجَعَتْ عَلَیْہِ جس شخص نے اپنے کسی بھائی سے کہا اے کافر تو کفر دونوں میں سے ایک کی طرف ضرور لوٹے گا اگر وہ شخص واقعی کافر ہو گیا تھا تو ٹھیک۔ ورنہ کفر کہنے والے کی طرف لوٹ آئیگا۔

(مسلم جلد اول کتاب الایمان)

☆☆☆☆☆

فتویٰ مفتی محمد ایوب نعیمی

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مندرجہ ذیل مسائل کے بارے میں کہ زید جو علاقہ کے مشہور و معروف عالم دین مبلغ شریعت، متقی و پرہیزگار تھے اور ان کی بے پناہ کوشش سے اس علاقہ میں سنیت کا فروغ ہوا اور سینکڑوں علماء وحفاظ پیدا کیئے جو مسلک اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رضی اللہ عنہ پر گامزن ہیں اور کتنے حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ والرضوان سے بیعت بھی ہیں اور ہمیشہ مسلک اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کی اشاعت میں کوشاں رہتے ہیں۔ زید کا عقیدہ اہل سنت و جماعت کا عقیدہ تھا یعنی علماء حرمین شریفین نے اہانت رسول کرنے والے پر جو کفر کا فتویٰ دیا۔ جن فتاویٰ کا ذکر حسام الحرمین میں ہوئے اس سے زید بالکلیہ متفق تھا دوران بیانات میں بھی بارہا توہین رسول کرنے والے کو کافر کہا بلکہ شک وتوقف کرنے والے کو بھی کافر کہا اور اہلسنت کے کئی مدرسے کھولے جن سے مسلک اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کی ترویج و اشاعت ہو رہی ہے۔ زید موصوف سلسلہ مجیبیہ کے ایک بزرگ سید شاہ محی الدین صاحب سے بیعت تھے اور تاحین حیات خانقاہ مجیبیہ پھلواری آتے جاتے رہے اور وہاں کے کانفرنس میں بھی شریک ہوتے رہے اور اس خانقاہ کے افراد سے سلام وکلام رکھتے رہے اور سلسلہ مجیبیہ

کے فروغ کے لئے کوشاں رہے اور اس سلسلے میں انھوں نے اپنے خطوط کے ذریعہ خانقاہ
مجیبیہ کے ذمہ دار افراد کی توجہ بھی اس طرف مبذول کرائی جو خطوط مدرجہ ذیل ہے۔

خــط اول! بخدمت شریف فیض لطیف مولانا شاہ عمادالدین صاحب مدظلہ العالی بعد
ہدیہ سلام مسنون! بفضلہٖ تعالیٰ و بدعاء بزرگاں بخیریت رہ کر خواہان خیریات ہوں۔ نیز
متعلقین کی خیریت نیک کا خواستگار ہوں۔ جنکپور کا جلسہ بہت دھوم دھام سے ہوا اور سیتا
مڑھی دیوبندیوں کے جلسہ کی شرکت کی گئی تھی اس کا خوب اثر لیکر خوب لعن طعن کر کے
خوب مجیبی مریدوں کو ال مصطفیٰ بمبئی کے ہاتھ پر مرید کرایا گیا ہے۔ پورے علاقہ کے
مرد وعورت کا اجتماع تھا کثیر تعداد میں مرید کرایا گیا ہے۔ بریلوی پیر لوگوں کی تقریریں
عوام وخاص کو گرویدہ کر کے اپنا لیتے ہیں اور دوسرے پیروں کے مریدوں کی بیعت توڑ
اکر بیعت لیتے ہیں اور آپ کے مریدوں کی بیعت توڑا کر وہ لیتے ہیں۔ تو بتا جائے کچھ
زمانے کے بعد اس کا کیا ثمرہ نکلے گا؟ ایک طرف تنفر دلانا، بیعت توڑانے کا پیشہ اختیار کیا
جارہا ہے اور دوسرے طرف جن سے تنفر دلایا جاتا ہے۔ جن کے مرید چھینے جاتے ہیں
اور اس کے برعکس برتاؤ کرتے ہیں نہ نفرت دلاتے اور نہ ان کے مریدوں کو بیعت
کرتے ہیں۔ چند دنوں کے بعد ان کا کیا حال رہے گا اللہ ہی حافظ ہے! آپ سے میں
چند بار عرض کیا کہ وہ رسالہ جن میں علماء مطاطین انھیں کافر کہنے وغیرہ سے پرہیز کرتے
ہیں وہ رسالہ یا اس کا پتہ مانگا یہ بھی نہ بتلا سکے تو اور کیا کیا جائے؟ فقط

خــط دوم! بخدمت شریف وفیض لطیف جناب مولانا شاہ رضوان اللہ صاحب مدظلہ

العالی! بعد ہدیہ سلام مسنون بفضلہٖ تعالیٰ و بدعاء بزرگاں بخیریت رہ کر خواہان خیریت
مزاج فرامی ہوں۔ ایک رقعہ جناب حضور میں لکھا ہے جن میں مولانا شاہ عون احمد
صاحب مدظلہ العالی سیتا مڑھی دیوبندیوں کے جلسے میں شرکت کی تھی اور اہل حدیث
وہابی کے مسجد میں وہابی کی اقتدا میں نماز ادا کی تھی۔ اس کے بعد بریلویوں کے دو جلسہ
ہوئے ان جلسوں میں مولانا موصوف کی بہت کچھ مذمت کی گئی اور بتایا گیا چشمہ لگا کر
عمامہ لپیٹ کر اور جبہ لگا کر سنیوں کی ناک کاٹنے آتے ہیں اور دشمن نبی کے پیچھے نماز
پڑھتے ہیں اور مجیبی مریدوں کی بیعت توڑا کر آل مصطفیٰ و مفتی اعظم کے ہاتھ پر بیعت
کراتے ہیں۔ خلفائے تیغ علی سرکانہی اور فارغین مدرسہ سرکانہی ان کے اساتذہ اپنے
شاگردوں کو اور خلفا اپنے مریدوں کو خوب راسخ کر کے پڑھاتے اور بتلاتے ہیں کہ
پھلواری شریف کے قدیمی بزرگان اچھے تھے اور اب کے سب خراب ہو گئے۔ لہذا
پھلواری شریف بیعت نہیں ہونا چاہئے۔ میری عرضی ہے کہ پھلواری شریف کے خواص
میں کوئی بھی تبلیغ واشاعت کے لئے لب کشائی فرماتے اور نہ متوسلین علماء میں سے کوئی
بھی پھلواری شریف کے اکابر بزرگان کے فضائل ومحاسن بیان کر کے پھلواری کی شخصیت
بتلاتے اور دوسرے سلاسل کے شیخ لوگ پھلواری مریدوں کی بیعت توڑا کر بخوشی اپنے
سلسلے میں داخل کرتے ہیں اور پھلواری کے بزرگان اس سے پرہیز کرتے ہیں۔ اس
سبب سے وہ لوگ پھلواری مشائخ کو بے حس وخوابیدہ شمار کر کے حملہ پر حملہ کرتے ہیں اور
فتح پر فتح کے طبل بجاتے ہیں۔ کاش کہ حلقہ بگوشاں علمائے پھلواری مثلاً مولانا سیدالزماں

پوکھریروی و جمال الدین صاحب کلکتوی و جمال الدین صاحب چھپراوی و شبنم کمالی وغیرہ ایک وفد کی صورت میں جابجا تقریریں کرتے اور پھلواری کی شخصیت کو بتلاتے اور ان کے سوالوں کے جواب دیتے تو ان کے پاؤں اکھڑ جاتے اور حملہ کرنے سے رک جاتے۔فقط

جب زید موصوف کے خطوط کسی صورت سے عمر کو ہاتھ آئے تو عمر نے اڑانا شروع کیا کہ زید کا عقیدہ دیوبندیوں کا عقیدہ ہے لہٰذا ان کے پیچھے نماز وغیرہ جائز نہیں۔ اس کی اطلاع جب اس علاقہ کے علماء کو ملی تو فوری طور پر علماء کی نشست عمل میں آئی اور اس میں ایک کاغذ تیار کیا گیا جس میں وہ کلمات کفریہ جن کی بنیاد پر علماء حرمین شریفین نے کفر کا فتویٰ صادر فرمایا جس کا ذکر حسام الحرمین میں ہے تحریر کئے گئے نیز اس میں یہ بھی تحریر کیا گیا کہ توہین رسول کرنے والے کے کفر وعذاب میں جو شک کرے وہ بھی کافر ہے خواہ وہ علماء بریلوی ہوں خواہ علماء پھلواری۔ بعدہٗ زید موصوف کے سامنے اس کاغذ کو پیش کیا گیا اور علماء کرام نے فرمایا کہ آپ کا اس سلسلہ میں کیا خیال ہے تو زید موصوف نے کہا کہ توہین رسول کرنے والے کو میں کافر جانتا ہوں بلکہ اس کے کفر وعذاب میں شک کرنے والے کو بھی کافر جانتا ہوں اور زید موصوف اس کاغذ پر علماء کرام کے ساتھ دستخط کئے۔ زید موصوف کا انتقال چار محرم الحرام ۱۴۰۸ھ کو ہو گیا انتقال سے دس دن پہلے ان پر فالج کا حملہ ہوا جس میں بھی شریعت کی پاسداری کا خیال ہمہ دم ملحوظ رہا اور اس دوران کی کوئی بھی نماز قضا نہ ہوئی اور اہلسنت و جماعت پر رہنے اور خاتمہ بالخیر کے لئے

حاضرین سے دعاء کی درخواست کرتے رہے۔ اور خود بھی توبہ واستغفار ایمان مجمل، کلمہ طیب کا ورد کرتے رہے اور یہ دعا بھی پڑھتے رہے ''اللھم انی اعوذ بك من الکفر اللھم انی اعوذبك من الفقر اللھم انی اعوذبك من عذاب القبر لا الہ الا انت'' اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ زید موصوف پر از روئے شرع کیا حکم صادر ہوتا ہے اور ان کے لئے فاتحہ قرآن خوانی وایصال ثواب کی مجلس کرنا کیسا ہے؟ **مدلل ومفصل** تحریر فرما کر عنداللہ ممنون وماجور وعندالناس مشکور ہوں۔ **بینوا توجروا**

عبدالحمید قادری مدرسہ قادریہ علی پٹی ضلع مہوتری (نیپال) ۲۷؍صفر المظفر ۱۴۰۸ھ

الجواب بعون الملک الوھاب

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہٗ و نصلی علی حبیبہٖ الکریم

علماء تصریح فرماتے ہیں کہ اگرچہ عادل گواہوں کی گواہی کسی کے کفر پر ہو اور وہ اس کا منکر ہو تو اس سے تعرض نہ ہوگا۔ اس لئے کہ اس کا انکار ہی توبہ ورجوع ہے۔ درمختار جلد ثالث صفحہ ۳۲۷، میں ہے شھدوا علی مسلم بالردۃ و ھو منکر لا یتعرض لان انکارہ توبۃ و رجوع (ملخصاً) اور یہاں تو زید پر شہادت عادلہ بھی نہیں۔ محض ایک دو خط ہیں جو بضابطہ الخط یشبه الخط'' شہادت کے لئے ناکافی۔ جبکہ اساطین وہابیہ کے نام بنام کی تکفیر پر اس کی تصدیق اور علماء حرمین طیبین کی تکفیر پر اس کی توثیق موجود تو اس کے کفر کا حکم کیونکر ہو سکتا ہے لہذا بلاشبہ اس کی فاتحہ

قرآن خوانی وایصال ثواب کی مجلس کرنا جائز ودرست ہے۔ ھٰذا ھو حکم الظواہر واللہ تعالیٰ اعلم بالسرائر۔

کتبہ الفقیر محمد ایوب النعیمی غفر لہ

دار الافتاء جامعہ نعیمیہ دیوان بازار مراد آباد یوپی

مؤرخہ ۱۴/ رجب ۱۴۰۸ھ مطابق ۴/ مارچ ۱۹۸۸ء

تصدیقات

مفتیان عظام و علماء کرام ھند و نیپال

۱) صح الجواب واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب والمجیب نجیح و مثاب

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہ مرکزی دارالافتاء بریلی یوپی

۲) صح الجواب والمجیب اصاب۔ محمد شفیع الاعظمی دارالقضاء نوادہ مبارکپور

۳) المجیب مصیب حررہ الفقیر محمد سلیمان رضوی خادم رضوی دارلافتاء باتھ اصلی

۴) لقد اصاب من اجاب عزیراحسن عفی عنہٗ دارالافتاء منظر

اسلام بریلی شریف

۵) بسم اللہ الرحمن الرحیم الجواب صحیح واللہ تعالیٰ اعلم کتبہ محمد نظام الدین رضوی خادم الافتاء بالجامعۃ الاشرفیہ مبارکفور اعظم جراہ ۲۲/ رجب ۱۴۰۸ھ

٦) الجواب صواب والمجیب مثاب و ھو اعلم بالصواب

محمد فضل کریم رضوی خادم دار القضاء ادارہ شرعیہ بہار پٹنہ ۲۴/ رجب ۱۴۰۸ھ

۷) الجواب صحیح محمد نصیر الدین جامعہ اشرفیہ مبارکپور ۲۲/ رجب ۱۴۰۸ھ

۸) الجواب صواب والمجیب مثاب فقیر محمد شاہد علی رضوی غفر لہ القوی خادم الجا معۃ الاسلامیہ رامپور یوپی

۹) الجواب صحیح العبد محمد ہاشم غفر لہ خادم جامعہ نعیمیہ مراد آباد یوپی

۱۰) ۷۸٦ الجواب صحیح و صواب والمجیب مصیب و مثاب وانا عبدا لتواب محمد یامین الرضوی المراد آبادی خادم التدریس و افتاء برائے جامعہ حمیدیہ رضویہ مدنپورہ بنارس

۱۱) الجواب صحیح و المجیب نجیح فقیر عبد المنان کلیمی

عفی عنہٗ خادم الافتاء والحدیث جامعه فاروقیه بھوجپور ضلع مرادآباد یوپی

۱۲) الجواب طیب الفقیر فرید الحق عمادی جاروب کش آستانه عمادیه منگل تالاب پٹنه سیٹی ۲۹/ رجب المرجب ۱۴۰۸ھ ہجری صلی الله علیه وسلم

۱۳) الجواب صحیح والمجیب نجیح ثناء المصطفیٰ القادری خادم دار الافتاء و دار العلوم ضیاء الاسلام ہوڑہ و خادم دار القضاء اداره شرعیه مغربی بنگال کمرہٹی کلکته ۱۰/ رمضان المبارک ۱۴۰۸ھ

۱۴) ۹۲ نظام الدین عفی عنه دارالعلوم تنویر الاسلام امرڈوبھا

۱۵) الجواب ھو الجواب و للّٰه در المجیب المصیب المثاب محمد مدنی اشرفی جیلانی جانشیں محدث اعظم ہند

۱۶) الجواب صحیح علاء المصطفی القادری خادم جامعه امجدیه رضویه گھوسی

۱۷) الجواب صحیح واللّٰه تعالیٰ اعلم محمد عبد الباری خاں رضوی غازی پوری

۱۸) صح الجواب محمد معین الدین رضوی خادم الحدیث

دارالعلوم شاه عالم احمد آباد

۱۹) الجواب صحیح والمجیب نجیح محمد عثمان رضوی خادم الافتاء دار العلوم غوثیه مرغیا چك سیتا مڑھی

۲۰) لقد اصاب من اجاب عبد العزیز رضوی دار الافتاء دارالعلوم عطائے مصطفیٰ بیلا جنك پور

۲۱) الجواب صواب والمجیب مثاب محمد اسرائیل رضوی القادری خادم قادری دارالافتاء دار العلوم قادریه علی پٹی ضلع مہوتری

فتویٰ مفتی محمد ایوب ٹانڈہ

۲۲)

اللہم ھدایة الحق و الصواب

الجواب نحمده و نصلی علی رسوله الکریم

جب زید عالم باعمل تھے اور ان کی بے پناہ کوشش سے اس علاقہ میں سنیت کا فروغ ہوا اور سیکڑوں علماء وحفاظ پیدا کئے جو مسلک اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ پر گامزن ہیں اور وہ مسلک اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کی اشاعت میں کوشاں رہے ہیں اور علماء حرمین شریفین نے اہانت رسول کرنے والے پر جو کفر کا فتویٰ دیا ہے اس سے زید بالکلیہ متفق تھے اور بیانات میں بارہا توہین رسول کرنے والے کو کافر کہا بلکہ شک وتوقف

کرنے والے کو بھی کافر کہا اور زید نے اپنی تحریر و تقریر میں کبھی کوئی ایسی بات نہیں کہی جس سے معلوم ہو کہ مسلک اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ و اہلسنت و جماعت کے خلاف ان کا عقیدہ ہے تو یہ سب زید کے سنّی صحیح العقیدہ ہونے کی علامت ہے اور زید کے بارے میں سنی صحیح العقیدہ ہونے کا فتویٰ دیا جائے گا۔ کیونکہ شرعی حکم ظاہر پر ہے۔ سرائر کا علم اللہ جل مجدہٗ کو ہے۔ عن اسامة بن زيد قال بعثنا رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم الىٰ اناس من جهينة فاتيت علىٰ رجل منهم فذهبت لطعنه و قال لا الٰه الا الله و طعنتُه فقتلتُهٗ فجئتُ الىٰ النبى صلى الله تعالىٰ عليه وسلم فاخبرته فقال اَ قَتَلْتَهٗ وقد شهد ان لا الٰه الا الله قلت يا رسول الله انما فعل ذٰلك تعوذاً فهلا شققت عن قلبه۔ اشعۃ اللمعات میں ہے این شق قلب و دانستن حقیقت باطن وے خود ممکن نہ بود۔ پس بایست حکم بر ظاہر کرد و حکم بایمان او نمود۔

رہا زید کا پھلواری شریف والے کو خط لکھنا اس سے صرف یہ معلوم ہوتا ہے کہ چونکہ وہاں سے بیعت ہے اور جو شخص جہاں سے بیعت ہوتا ہے وہاں سے اس کو ایک گونہ محبت و لگاؤ ہوتا ہے لہٰذا زید کی خواہش یہ ہے کہ وہاں کے لوگ بھی وہاں کے بزرگان دین کے حالات لوگوں کے سامنے رکھیں تاکہ وہاں کے مریدین کا اضافہ ہو۔ جس طرح دیگر پیران کے مریدین بڑھتے جا رہے ہیں اس سے صرف یہ پتہ چلتا ہے کہ زید وہاں کے صوفیاء و علماء کو مسلمان تسلیم کرتا ہے اور اگر وہاں کے صوفیاء و علماء پر کفر کا

فتویٰ ہوتا تو مولانا سعید الزماں پوکھریروی و جمال الدین کلکتوی و جمال الدین چھپراوی و شبنم کمالی جیسے حضرات وہاں سے حلقہ بگوش نہ ہوتے لہٰذا زید کے وہاں کے صوفیاء و علماء کو مسلمان تسلیم کرنے سے ان کے اسلام پر کوئی فرق نہیں آئیگا۔

پھر بھی زید کے متعلق اگر کوئی شبہ تھا تو اس کے بعد وہ شبہ ختم ہو جاتا ہے کہ جب اس کی اطلاع علاقہ کے علماء کرام کو ملی تو فوری طور پر علماء کی ایک نشست عمل میں آئی اور اس میں ایک کاغذ تیار کیا گیا جس میں وہ کلمات کفریہ جن کی بنیاد پر علماء حرمین شریفین نے کفر کا فتویٰ دیا تھا جس کا ذکر حسام الحرمین میں ہے۔ تحریر کئے گئے نیز اس میں یہ تحریر کیا گیا کہ توہین رسول کرنے والے کے کفر و عذاب میں جو شک کرے وہ بھی کافر ہے خواہ وہ علماء بریلوی ہوں خواہ علماء پھلواری۔ بعدہٗ زید موصوف کے سامنے اس کاغذ کو پیش کیا گیا اور علماء کرام نے فرمایا کہ آپ کا اس سلسلہ میں کیا خیال ہے تو زید موصوف نے کہا کہ توہین رسول کرنے والے کو میں کافر جانتا ہوں بلکہ اس کے کفر و عذاب میں شک کرنے والے کو بھی کافر جانتا ہوں اور زید موصوف نے اس کاغذ پر علماء کرام کے دستخط کے ساتھ اپنا بھی دستخط ثبت کر دیئے۔ اب اس کے بھی بعد مزید بدگمانی مسلمانوں کی شان کے لائق نہیں ہے۔ قال الله تعالىٰ۔ يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوا كَثِيْرًا مِّنَ الظَّنِّ فَاِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ۔ لہٰذا زید موصوف کے لئے قرآن خوانی و ایصال ثواب کرنا مباح و جائز ہے اور ایصال ثواب کرنے والا مستحق اجر ہے۔ والله تعالىٰ اعلم بالصواب

کتبه محمد ایوب الرضوی غفر له

خادم حقانی دارالافتاء منظر حق ٹانڈہ

۸/ شعبان المعظم ۱۴۰۸ھ

۲۳) الجواب صحیح محمد مستقیم برکاتی صدرالمدرسین دارالعلوم حنفیه برکاتیه جانکی نگر جنکپور نیپال

۲۴) الجواب صواب محمد داؤد حسین مصباحی صدرالمدرسین دارالعلوم رضویه بهمر پوره مہوتری

۲۵) الجواب صحیح محمد سعادت حسین اشرفی ناظم مدرسه امانیه امان الخائفین علی پٹی

۲۶) الجواب صحیح محمد اسلم القادری صدرالمدرسین الجامعة القادریه مدینة العلوم جنك پور

۲۷) المجیب مصیب محمد شمس الدین نوری دارالعلوم حنفیه برکاتیه جانکی نگر جنکپور

۲۸) الجواب صحیح محمد الیاس منظری صدر المدرسین مدرسه امانیه امان الخائفین علی پٹی ضلع مہوتری

نوٹ = فیصل بورڈ کے فیصلہ سے قبل مفتیان عظام سے حاصل کردہ فتاوے کو میں

اس لئے پیش کردیا ہوں کہ زاہد ملت علیہ الرحمہ کی تکفیر نہ کرنے کا فیصل بورڈ نے جو فیصلہ صادر فرمایا ہے اس فیصلہ سے متصادم نہیں بلکہ مزید تائید وتوثیق ہورہی ہے۔

☆☆☆☆☆

زاہد ملت کے دو خطوط کی وضاحت

زاہد ملت علیہ الرحمہ کے خطوط کے تعلق سے اولاً یہ بات ذہن نشیں کرلیں کہ مولانا جیش محمد صاحب سرزمین جنکپور پر جلسہء سرکار مدینہ ۱۳۹۴ھ میں منعقد کیئے تھے۔جس جلسہ میں خانقاہ مجیبیہ کے چند مریدین کو حضور سید العلماء علیہ الرحمہ کے ہاتھ پر بیعت کروادیئے۔اور جی بھر کر خانقاہ مجیبیہ اور شاہ محی الدین صاحب کے خلاف اناپ شناپ کہا چونکہ زاہد ملت علیہ الرحمہ سید شاہ محی الدین پھلواری کے مرید تھے بایں وجہ ان کو صدمہ ہوا۔ بر بناء صدمہ انھوں نے خانقاہ مجیبیہ کے دو افراد کے نام ۱۳۹۴ھ میں خط تحریر کیئے جس کو مولانا جیش محمد کسی طرح حاصل کرلیئے اور مال مسروق کی طرح چھپائے رکھے۔دس برس بعد یعنی ۱۴۰۴ھ میں اس خط کو ظاہر کیئے۔جب علاقہ کے علماء اہلسنت کو اس خط کا علم ہوا تو زاہد ملت علیہ الرحمہ کے پاس پہونچ کر اس خط کے تعلق سے استفسار کیئے۔تو حضرت زاہد ملت نے جواب دیا کہ میں نے مولوی جیش محمد کی حرکت بد اور جرأت بے جا پر جذبات میں آکر اس طرح کے خطوط لکھے ہیں خانقاہ رضویہ یا حضرت مفتی اعظم ہند اور حضرت سید العلماء علیہما الرحمہ کی توہین واہانت کرنا بالکل میرا مقصد نہیں تھا،ان کے اقراری جواب کے بعد کبرائے دیابنہ کے نام بنام کی تکفیر پر ایک تحریر تیار کی گئی جس پر انھوں نے بطِیب خاطر اپنا دستخط ثبت کیئے اور زبانی طور پر بھی

اقرار کیئے کہ میں ان کبرائے دیابنہ کی تکفیر کرتا ہوں۔اور حسام الحرمین شریف کی تصدیق کرتا ہوں۔

نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ خَیْرُ الْقُرُوْنِ قَرْنِیْ ثُمَّ الَّذِیْنَ یَلُوْنَھُمْ ثُمَّ الَّذِیْنَ یَلُوْنَھُمْ ۔ جس کا خلاصہ یہ ہے کہ میرے زمانہ حیات ظاہری سے جتنا بعد اور دوری ہوتی جائیگی فتنہ وفساد، اختلاف وانتشار آتا جائے گا۔ چنانچہ اس دور پُرفتن میں ہمارے احباب علم ودانش یہ مشاہدہ کر رہے ہیں کہ خانقاہی جنگ کس زور وشور سے چل رہی ہے اور ایک خانقاہ سے منسلک پیر ومریدین کو دوسری خانقاہ کے پیر ومریدین سے کس قدر نزاع واختلاف اور تنفر وتعصب ہے یہ کوئی پوشیدہ ومخفی بات نہیں۔

چونکہ زاہد ملت علیہ الرحمہ سلسلہ مجیبیہ سے منسلک تھے اور اس سلسلہ کے مریدین کی بیعت توڑوا کر مولانا جیش محمد صاحب نے اپنے سلسلہ برکاتیہ میں لوگوں کو مرید کروادیا۔ بایں وجہ ان کو قلق وصدمہ ہوا اور خانقاہ مجیبیہ کے دو افراد کے نام خط لکھ کر اس جانب توجہ دلانا چاہا اور اپنا یہ خیال بھی ظاہر فرمایا کہ کاش حلقہ بگوشان پھلواری علماء جابجا تقریریں کرتے اور بزرگان پھلواری کے فضائل ومحاسن اور ان کی عزت وعظمت لوگوں کو بتاتے تو خانقاہ مجیبیہ کے مریدین بیعت توڑ کر دوسرے سلسلہ میں بیعت نہ ہوتے اور بیعت کروانے والے فتح پر فتح کے طبل نہ بجاتے۔

سرکار اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمہ کا مسکن شہر بریلی دو طرح سے

مرکزیت کا حامل ہے۔ ایک مذہب ومسلک کی حیثیت سے۔ دوسرے خانقاہ رضویہ اور
بیعت وارادت کی حیثیت سے۔ مذہب ومسلک کے اعتبار سے اہلسنت و جماعت کی
تمام خانقاہیں خواہ وہ قادریہ ہو، چشتیہ ہو، نقشبندیہ ہو، سہروردیہ ہو، خواہ وہ رضویہ ہو،
برکاتیہ ہو، اشرفیہ ہو، تیغیہ ہو، مجیبیہ ہو، حتی کہ کالپی شریف ہو یا بلگرام شریف تمام کا مرکز
بریلی شریف ہے۔ اور بیعت وارادت کے اعتبار سے صرف سلسلہ رضویہ کا مرکز بریلی
شریف ہے۔ باقی تمام خانقاہوں کا نہیں۔ بلکہ جو جس خانقاہ سے منسلک ہے بیعت و
ارادت میں اس کا مرکز وہی خانقاہ ہے۔ اسی لئے باعتبار بیعت وارادت خود سرکار اعلیٰ
حضرت علیہ الرحمہ کا مرکز عقیدت مارہرہ مطہرہ، بلگرام شریف اور کالپی شریف ہے۔

زاہد ملت علیہ الرحمہ کے سلسلہ مجیبیہ کے مریدین کو ان کے سلسلہ سے الگ کیا گیا
اس لیئے ان کو صدمہ ہوا اور باعتبار سلسلہ بریلویت کے پاؤں اکھڑنے کی بات انھوں
نے کی۔ باعتبار مذہب ومسلک نہیں۔ اگر مذہب ومسلک کے اعتبار سے ان کو بریلوی
اور بریلویت سے تنفر ہوتا تو توہین رسول کرنے والے کو کافر نہیں جانتے اور نہ ہی کبرائے
وہابیہ ودیابنہ کے نام بنام کی تکفیر والی تحریر پر تصدیقی دستخط ثبت کرتے۔ اور نہ ہی اپنے
فرزند ارجمند حضرت علامہ مفتی ساجد حسین صاحب مصباحی علیہ الرحمہ اور دیگر اعزہ کو
دارالعلوم اشرفیہ مبارکپور تعلیم وتربیت کے لئے بھیجتے اور نہ ہی علامہ ساجد حسین صاحب
کے حضور مفتی اعظم ہند سے بیعت ہونے پر خوشی کا اظہار فرماتے اور نہ بطیب خاطر بار

باردارالعلوم اشرفیہ تشریف لے جاتے۔ وہ تحریر قارئین بھی ملاحظہ کرلیں۔ جو حسب ذیل ہے:

۷۸۶/۹۲

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

عبدالرشید (رشید احمد) گنگوہی، اشرف علی تھانوی، خلیل احمد انبیٹھوی،
قاسم نانوتوی، مرتضیٰ حسن دربھنگوی ودیگر علمائے دیوبند خذلہم اللہ تعالیٰ فی الدنیا والآخرہ
نے شان رسالت علیہ التحیۃ والثناء میں جو اہانت آمیز کلمات لکھے ہیں اور جن کلمات شنیعہ
کی بنیاد پر علمائے حرمین شریفین نے کفر کا فتویٰ صادر فرمایا ہے۔ بلکہ ان کے کفر وعذاب
میں شک کرنے والے کو بھی کافر فرمایا ہے۔

لہٰذا جو شخص عبدالرشید (رشید احمد) گنگوہی، اشرف علی تھانوی، خلیل احمد
انبیٹھوی، قاسم نانوتوی، مرتضیٰ حسن دربھنگوی اور دیگر شان رسالت میں گستاخی
کرنے والے کو کافر نہ کہے اور انھیں کافر نہ جانے بلکہ اس کے کفر وعذاب میں شک
کرے وہ بھی کافر ہے۔ خواہ وہ علماء بریلوی ہوں یا علماء پھلواری۔

تصدیق

میں زاہد حسین اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو حاضر وناظر جان کر
مذکورہ بالا عبارتوں کی تصدیق کرتا ہوں اور اقرار کرتا ہوں کہ شان رسالت میں گستاخی
کرنے والے خواہ علمائے بریلوی ہوں یا علمائے پھلواری یا اور کوئی ہوں، میں انھیں کافر

مانتا ہوں۔ بلکہ ان کے کفر وعذاب میں بھی شک کرنے والے کو کافر مانتا ہوں۔

محمد زاہد حسین

اب رہا زاہد ملت علیہ الرحمہ کے خط کا یہ جملہ ''وہ رسالہ جن میں علمائے محطاطین انھیں کافر وغیرہ کہنے سے پرہیز کرتے ہیں وہ رسالہ یا اس کا پتہ مانگا یہ بھی نہ بتلا سکے تو اور کیا کیا جائے'' ان کے اس جملہ میں احتمال قوی یہ ہیکہ انھوں نے یہ رسالہ اس لیئے طلب کیا تھا تا کہ یہ دیکھا جائے کہ علمائے محطاطین کے کف لسان کے دلائل اور توجیہیں کیا ہیں اور وہ علمائے محطاطین کون کون ہیں۔ تا کہ اس پر غور کیا جائے۔ جب وہ رسالہ انھیں موصول نہیں ہوا تو انھوں نے اپنے خط کے آخری جملہ ''اور کیا کیا جائے'' سے صاف ظاہر کر دیا کہ وہ رسالہ نہ ملنے پر سوائے اس کے کہ کبرائے دیابنہ کی تکفر کی جائے اور کوئی چارہ کار نہیں۔ اس لیئے میں کبرائے دیابنہ کہ جنھوں نے اہانت رسول کی ہے میں ان کی تکفیر کرتا ہوں۔

زاہد ملت علیہ الرحمہ کے کبرائے دیابنہ کی تکفیر پر تصدیقی تحریر کا یہ جملہ ''خواہ علمائے بریلوی ہوں یا علمائے پھلواری'' اس جملہ سے کبرائے دیابنہ کی تکفیر میں ان کے راسخ الاعتقادی کا پتہ لگتا ہے۔ باوجود اس کے مولانا جیش محمد کا یہ کہنا کہ علمائے بریلوی کبرائے دیابنہ کی تکفیر کرتے ہیں پھر تصدیقی تحریر میں علمائے بریلوی کا تذکرہ کیوں کیا گیا ہے؟ تو جواباً میں یہ کہنا چاہونگا کہ کچھ علمائے بریلوی کا کبرائے دیابنہ کی تکفیر سے منحرف ہو جانا ممکن ہے محال نہیں۔ علاوہ ازیں شہر بریلی میں ہر دور میں کچھ ایسے مولوی

رہے ہیں جو دیوبندی مسلک سے تعلق رکھتے تھے اور آج بھی وہاں دیوبندی مسلک کے مولوی موجود ہیں اور ان کا ادارہ بھی وہاں ہے۔ کچھ علماء بریلوی کا کبرائے دیابنہ کی تکفیر سے منحرف ہو جانے کی مثالیں ہندوستان میں بھی موجود ہیں اور نیپال میں زندہ مثال موجود ہے۔ نیپال اور شمالی بہار کے لوگ اچھی طرح جانتے ہیں کہ مولوی عظیم الدین آگے پوری اور مولوی رحمۃ اللہ برداہوی جو دونوں علماء بریلوی سے تھے اب یہ دونوں باعتبار مذہب ومسلک بریلویت سے منحرف ہوکر کھلے وہابی ہیں۔ اس لیئے زاہد ملت علیہ الرحمہ کے دونوں خطوط کا کوئی جملہ نہ مشتمل بر کفر ہے اور نہ ہی منجر الی الکفر ہے۔

زاہد ملت علیہ الرحمہ کا علمائے پھلواری کے نام القاب وآداب، سلام وتحیت کے ساتھ خط لکھنے کے تعلق سے مولانا جیش محمد صاحب کے ذہنی خلجان کو دور کرنا بھی ضروری ہے۔ تو اس سلسلے میں یہ کہنا چاہونگا کہ ہماری جماعت اہلسنت کے وہ اکابرین جن پر دنیائے سنیت کو ناز ہے اور جنھوں نے مذہب ومسلک کے عروج وارتقا اور تحفظ وبقا میں اہم کردار ادا کیا وہ حضرات بھی علمائے پھلواری کے نام مع القاب وآداب بلکہ بڑے ہی ادب واحترام کے ساتھ خط لکھ چکے ہیں۔ مثال کے طور پر حضرت علامہ مفتی محمد انیس عالم صاحب سیوانی جو ادارہ شرعیہ بہار پٹنہ کے اول امین شریعت رہ چکے ہیں۔ مناظر اہلسنت رئیس القلم بانی ادارہ شرعیہ بہار پٹنہ حضرت علامہ ارشد القادری علیہما الرحمہ۔ خانقاہ ابو العلائیہ الہ آباد کے سجادہ نشیں حضرت شاہ عزیز احمد صاحب قبلہ اور حضرت علامہ مولانا علی احمد جید القادری صاحب قبلہ یہ تمامی حضرات شاہ امان اللہ پھلواری جن کو مولانا

جیش محمد صاحب امان ہامان کہتے ہیں ان کے انتقال کے بعد تعزیتی خطوط شاہ رضوان اللہ
کے نام لکھ چکے ہیں۔ جس کا عکس اس کتاب کے اخیر میں ہے ملاحظہ کریں اور خلجانی
کیفیت والے اپنے خلجان کو دور کریں۔ یا پھر زاہد ملت علیہ الرحمہ پر جو حکم عائد کرتے ہیں
وہی حکم مذکورہ حضرات پر بھی نافذ کریں۔ علاوہ ازیں مولانا محمد حسین ابوالحقانی اپنی
کتاب اعجاز النبی پر شاہ امان اللہ سے تقریظ لکھوا چکے ہیں اس کا عکس بھی ملاحظہ کرلیں۔

☆☆☆☆☆

کتاب مفتی اعظم نیپال پر تبصرہ

مولوی احمد حسین برکاتی نے مولانا جیش محمد کے ایما و اشارے پر جس کتاب
''مفتی اعظم نیپال'' کے جمع و ترتیب کا کام انجا دیا ہے۔اس میں حضرت حافظ زاہد حسین
علیہ الرحمہ کے ایمان و اسلام کے خلاف جتنے بھی فتاوے اور علماء کے تصدیقات پیش کیا
ہے وہ سب ۱۴۱۶ھ سے قبل کے ہیں۔ یہی وہ سال ہے کہ فریقین نے فیصل بورڈ کو
تحریری طور پر تسلیم کرتے ہوئے بورڈ کے حضور اپنے اپنے کاغذات، دلائل و شواہد مع
فتاوے پیش کئے تھے اور فیصل بورڈ حضرت ازہری صاحب قبلہ کی سرپرستی میں حضرت
حافظ زاہد حسین علیہ الرحمہ کے ایمان کے تعلق سے جو فیصلہ صادر فرمائے تھے وہ ۱۴۱۸ھ
کے ہیں۔ارکان فیصل بورڈ نے مولانا جیش محمد کے تمامی دلائل اور پیش کردہ فتاوے کو
ثبوت غیر قطعی قرار دیکر مسترد کردیئے۔کیوں کہ ثبوت کفر کے لئے قطعی، یقینی ثبوت کا ہونا
لازم ہے جو وہ فراہم نہ کرسکے۔ باوجود اس کے اپنے ضد و نفسانیت اور تعلّی و عصبیت کی
بنیاد پر احکام شرع سے صرف نظر کرتے ہوئے حضرت حافظ زاہد حسین علیہ الرحمہ کے
ایمان و اسلام کے خلاف انھوں نے اپنے دلائل غیر قطعیہ یقینیہ کو اپنی کتاب میں شائع
کرکے عوام و خواص کو یہ باور کرانے کی ناپاک سعی کی ہے کہ حافظ زاہد حسین اور ان کے

حامیوں کو کافر جانیں۔ معاذ اللہ رب العالمین ۔جب کہ احکام شرع کی روشنی میں خود ان پر اور ان کے اذناب پر توبہ ورجوع لازم ہے

شیشہ کے گھر میں بیٹھ کر پتھر ہیں پھینکتے

دیوار آہنی پہ حماقت تو دیکھئے

فیصل بورڈ کے فیصلہ سے مولانا جیش محمد کے تمامی دلائل وشواہد اور فتاوے جو فیصلہ کے قبل والے ہیں اور زاہد ملت علیہ الرحمہ کے ایمان واسلام کے خلاف ہیں منسوخ ہوجاتے ہیں اور اس کی تردید ہوجاتی ہے۔اس کو آیات قرآنیہ کی روشنی میں سمجھا جائے۔

باشندگان عرب زمانہء جاہلیت میں شراب پینے کے زبردست عادی تھے۔ جب ہادی برحق صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تشریف آوری ہوئی اور ایمان کی دولت پیش فرمائے تو شراب کے عادی لوگ ایمان کی دولت سے سرفراز ہوئے مگر شراب پینے کی عادت نہ گئی۔شراب پیتے اور نماز بھی پڑھتے۔ اللہ تعالیٰ جل مجدہٗ نے شراب کی عادت چھوڑانے کے لیئے اولاً یہ آیت نازل فرمایا لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوۃَ وَ اَنْتُمْ سُکٰریٰ ۔ نشہ کی حالت میں نماز کے پاس نہ جاؤ جس سے معلوم ہوا کہ ابتداء اسلام میں اوقات نماز کے علاوہ شراب پینا جائز تھا۔اس آیت کے نازل ہونے کے بعد ایمان والے اوقات نماز سے قبل شراب پینا چھوڑ دیئے۔ادائیگی نماز کے بعد پھر شراب پینے لگتے۔ جب وہ لوگ اس کے عادی ہوگئے تو اللہ تعالیٰ نے بالکلیہ شراب کی حرمت نازل فرمایا اور یہ آیت نازل ہوئی اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَیْسِرُ وَالْاَنْصَابُ وَالْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ

عَمَلِ الشَّیْطٰنِ فَاجْتَنِبُوْہُ ۔ یعنی شراب، جوا، بت اور پانسے ناپاک اور شیطانی کام ہے۔اے ایمان والو تم اس سے پرہیز کرو۔جب پورے طور پر شراب کی حرمت والی آیت نازل ہوئی تو پہلے نازل شدہ آیت لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوۃَ کا حکم منسوخ ہو گیا۔اب اگر احکام شرع سے ناواقف اور علم سے عاری انسان پہلی والی منسوخ الحکم آیت کا عامل بنے تو ایسے شخص کو جاہل اور مجرم ہی گردانا جائیگا۔

قرآن پاک کی ان دونوں آیتوں سے یہ حکم شرع ثابت ہوا کہ ایک چیز کے بارے میں پہلے جو حکم ہو جب بعد کو اس چیز کے بارے میں حکم اول کے خلاف حکم ہو تو بعد والے حکم سے پہلے والا حکم زائل اور ختم ہو جاتا ہے۔

آیات قرآنیہ اور احادیث شریفہ میں اس طرح کی تمثیل بکثرت موجود ہیں کہ اولاً ایک چیز کے بارے میں حکم نازل ہوا پھر اسی کے تعلق سے کچھ عرصہ کے بعد حکم اول کے خلاف حکم ہوا تو حکم اول منسوخ ہوگیا۔جیسے ابتداء اسلام میں نماز باجماعت کے لئے مسجد میں عورتوں کی حاضری اور بعد کو اسکی ممانعت وغیرہ۔

یہ شرعی عدالت کی مثال دیکھئے۔اب دنیوی عدالت کی ایک مثال مولوی احمد حسین کی کتاب کی طباعت کی روشنی میں ملاحظہ کیجئے:

دنیوی عدالت کا جج جب کسی مجرم کو سزائے موت سناتا ہے تو جج اپنے گلے میں سرخ رنگ کی ٹائی لگاتا ہے اور سزائے موت کے تحریری فیصلہ کے نیچے سرخ روشنائی سے اپنا دستخط ثبت کرتا ہے۔

مولوی احمد حسین کی کتاب ''مفتی اعظم نیپال'' کے ٹائٹل پیج کے آخری صفحہ کو بغور دیکھا جائے تو نظر آئے گا کہ فیصل بورڈ کے فیصلہ کو اخیر میں چھپوایا ہے اس میں لفظ ''حکم'' کو سرخ رنگ میں اور ارکان فیصل بورڈ کے دستخط کو بھی سرخ رنگ دیکر یہ خود ہی ثابت کردیا ہے کہ اس فیصلہ نے میرے چھپوائے ہوئے تمام فتاوے اور تحقیق بلاثبوت قطعی کو سزائے موت یعنی پھانسی دے دیا اور پھانسی ہو جانے کے بعد آدمی زندہ نہیں رہتا۔لہٰذا وہ سارے فتاوے ایسے ہیں کہ جس میں اب زندگی کی رمق باقی نہ رہی۔اور ان کا موقف ثابت نہ رہ سکا۔ اس لئے مولانا جیش محمد اور ان کے حامیوں پر لازم ہے کہ فوراً اپنے موقف سے رجوع کرتے ہوئے توبہ اور تجدید ایمان وغیرہ کرلیں۔ اس حدیث رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی روشنی میں جس کو بحوالہ مسلم شریف پہلے میں تحریر کرچکا ہوں۔ وہ یہ ہیکہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص نے اپنے کسی مسلمان بھائی کو کافر کہا اور کفر ثابت نہ ہوا تو کفر خود اس کی جانب لوٹ جاتا ہے۔

سورداسوں کا گلہ کیا اِن کو دن بھی رات ہے
جان کر کرتے ہیں تنگ نظری یہ کیسی بات ہے

☆☆☆☆☆

مولوی عبدالحفیظ کے فتویٰ کا تنقیدی جائزہ

کسی بھی دالافتاء میں جب استفتاء کیا جاتا ہے تو وہاں کے مفتی جواب تحریر کرنے کے بعد اپنے ریکارڈ رجسٹر میں استفتاء مع جواب اندراج کر کے محفوظ کر لے تے ہیں بعدہٗ سائل کے حوالہ کردیتے ہیں۔نہ کہ جواب لکھ کر اس کی کاپی فوٹو اسٹیٹ کرا کے لوگوں میں تقسیم کرنا شروع کردیتے ہیں اور سائل کو اس کا کچھ علم بھی نہیں ہوتا۔

مولانا جیش محمد صاحب اپنے شاگرد رشید مولوی عبدالحفیظ جے نگری کے فتویٰ کو اپنی کتاب میں چورانوے (۹۴) علماء کی تصدیقات کے ساتھ شائع کیا ہے اس کا حال کچھ ایسا ہی ہے کہ سائل کو جواب موصول ہی نہیں ہوا اور اس کی کاپی ۱۴۰۸ھ میں علاقہ کے اندر تقسیم ہونے لگی تھی۔ اس کی وجہ یہ ہیکہ بانی ادارہ شرعیہ بہار پٹنہ رئیس القلم حضرت علامہ ارشد القادری علیہ الرحمہ نے ادارہ شرعیہ کے دارالافتاء میں نائب مفتی نہ ہونے کی وجہ سے چند ماہ کے لئے ۱۴۰۸ھ میں مولوی عبدالحفیظ جے نگری کو عارضی طور پر دارالافتاء میں جگہ دے دی تھی۔اس وقت ادارہ شرعیہ پٹنہ میں بحیثیت صدر مفتی وقاضی حضرت علامہ قاضی محمد فضل کریم صاحب علیہ الرحمہ تشریف فرما تھے۔ اسی دوران ۱۴۰۸ھ میں مولانا عبدالحمید صاحب قادری مرحوم ادارہ شرعیہ پٹنہ استفتاء کئے تھے اور انھیں اس بات کا علم نہیں تھا کہ مولوی عبدالحفیظ جے نگری جو ہمارے ایک فریق کی حیثیت

رکھتے ہیں وہ فی الحال ادارہ شرعیہ کے دارالافتاء سے منسلک ہیں۔ جب ان کا استفتاء بذریعہ ڈاک ادارہ شرعیہ پہونچا مولوی عبدالحفیظ کے ہاتھ آیا۔انھوں نے استفتاء حضرت قاضی فضل کریم صاحب کو دیکھایا تو قاضی صاحب نے مولوی عبدالحفیظ کو جواب لکھنے سے منع فرامایا۔مگر مولوی عبدالحفیظ استفتاء اپنے پاس رکھ کراس کا جواب خودلکھا یا اپنے استاذ مولانا جیش محمد سے لکھوایا۔ واللہ اعلم۔مگراس فتوی کے زبان وادب اورانداز تحریر سے ایسا لگتا ہے کہ اس فتویٰ کے محرر خود مولانا جیش محمد صاحب ہیں۔ بہر کیف جواب جس نے بھی لکھا ہو جب ادارہ شرعیہ کے صدر مفتی حضرت قاضی فضل کریم علیہ الرحمہ نے اس فتویٰ کو دیکھا تو انھوں نے مولوی عبدالحفیظ سے سخت لہجہ میں فرمایا جواب صحیح نہیں ہے اوراس کوادارہ شرعیہ کی طرف سے جاری کرنے سے صاف منع فرمادیا۔یہی وجہ ہے کہ اس فتویٰ پرنہایت چابک دستی سے ادارہ شرعیہ کی مہر تو لگادی گئی لیکن اس کا اندراج وہاں کے ریکارڈ رجسٹر میں بالکل نہیں ہے۔اس حقیقت کا انکشاف ۱۴۰۸ھ میں خود قاضی فضل کریم صاحب کی زبانی ہوگیا تھا۔ چنانچہ حامیان حضرت حافظ زاہد حسین علیہ الرحمہ نے فیصل بورڈ کے نزدیک بشکل تحریراپنی پیش کردہ فائل میں بھی اس کا تذکرہ کردیا تھا۔

ارباب علم ودانش مولوی عبدالحفیظ کے فتویٰ کو اگر بغور پڑھیں گے تو یہ واضح ہو جائے گا کہ یہ کوئی حکم شرعی ہے یا کسی ذاتی بغض وعناد کی بناء پر حضرت حافظ زاہد حسین صاحب پرالزام تراشی ہے اور یہ بھی روشن ہوجائے گا کہ یہ فتویٰ نہیں ہے بلکہ منصب افتاء سے ہٹ کر حضرت حافظ زاہد حسین صاحب کو موردالزام قرار دیتے ہوئے اپنے ایک

مخصوص نظریئے کی تبلیغ کی گئی ہے۔ حضرت مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ نے ایسے ہی موقعہ کے لئے کہا ہے:

چوں قلم در دست غدارے بود

لاجرم منصور بردارے بود

مولوی عبدالحفیظ کے فتویٰ پر علماء کی تصدیقات کے ضمن میں مولانا عبدالہادی خاں کی تحریر کوضم کیا گیا ہے وہ مولانا عبدالہادی خاں کُماسو تیہارا ضلع سیتامڑھی کے رہنے والے اور مدرسہ فاروقیہ بنارس کے مدرس ہیں جو مولانا جیش محمد کے بڑے ہی دل دادہ اوران کے موقف کے حامی ہیں۔

کسی مجرم کو اپنا فیصلہ لکھنے کا اختیار ہو جائے تو وہ فیصلہ اپنے موافق لکھے گا یا مخالف اس چیز کو ایک منصف مزاج انسان خود ہی سمجھ سکتا ہے اس پر مزید روشنی ڈالنے کی ضرورت نہیں ہے۔

☆☆☆☆☆

حق پوشی کی ایک جھلک

مولوی احمد حسین برکاتی نے اپنی کتاب ''مفتی اعظم نیپال'' کے صفحہ (۱۱) میں اپنے استاذ مولانا جیش محمد صاحب کے تحصیل علم کے تعلق سے لکھا ہے کہ:

> دس گیارہ پارے آپ نے دولت خانہ کے مکتب میں آناً فاناً حفظ کر لئے پھر علی پٹی پھر اشرف العلوم کنھواں ضلع سیتامڑھی میں داخلہ لیا اور وہیں حفظ کلام اللہ مکمل فرمایا

اپنی اس تحریر میں اس بات کا اعتراف تو کیا کہ میرے استاذ علی پٹی میں تعلیم حاصل کئے اور وہاں کے نمک خور ہوئے۔ مگر مدرسہ کے نام پر پردہ ڈال دیا کیوں؟ تو اس لئے کہ دار العلوم قادریہ جہاں مولانا جیش محمد صاحب نے حفظ کی درمیانی تعلیم حاصل کی یہی علاقہ کا وہ سب سے پہلا دینی درسگاہ اہل سنت ہے جو مسلک اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کا ترجمان اور علم بردار ہے اور اسی نے اپنی مساعی جمیلہ سے تاہنوز سنیت کو بچا رکھا ہے اور وہابیت کو پنپنے نہیں دیا اور سنیت کا فروغ ہوتا رہا۔ حق وہ ہے جو سر چڑھ کے بولتا ہے کے پیش نظر اس نے یہ بھی ظاہر کر دیا کہ میرے استاذ نے مدرسہ اشرف العلوم کنھواں جو بد بودار دیوبندی اور مسلک اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کا باغی ہے جس کا بانی

و مہتمم قاری طیب دیوبندی ہے اس میں بھی ان کی تعلیم ہوئی اور حفظ کلام اللہ کی تکمیل وہیں ہوئی۔

علاقہ کے تمامی لوگ کیا بچہ کیا بوڑھا کیا جوان کیا مرد کیا عورت سبھی جانتے ہیں کہ مدرسہ اشرف العلوم کنھواں اشرف علی تھانوی جو کبرائے دیابنہ سے ایک ہے اس کے متبعین کا مدرسہ ہے۔ اسی وجہ سے مدرسہ کا نام اشرف علی کی جانب منسوب کرتے ہوئے اشرف العلوم رکھا ہے۔ جس میں مولانا جیش محمد صاحب کے حفظ کی تعلیم پایۂ تکمیل کو پہونچی ہے۔ مولوی احمد حسین نے اپنی کتاب کے صفحہ (۲۵) پر اپنے استاذ کے بارہ (۱۲) اساتذہ کا تذکرہ نام بنام کیا ہے۔ مگر اس میں مدرسہ قادریہ علی پٹی اور مدرسہ اشرف العلوم کنھواں کے درجۂ حفظ کے اساتذہ کا کوئی تذکرہ نہیں کیا یہ بھی حق پر پردہ ڈالنا ہے۔

سطور بالا سے یہ واضح ہو چکا کہ مولانا جیش محمد دیوبندی کے مدرسہ میں حفظ کی تعلیم مکمل کیئے۔ اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ اشرف العلوم جو دیوبندی کا مدرسہ ہے اس کے زمانۂ طالب علمی میں اس مدرسہ کے عقائد باطلہ والے اساتذہ کو استاد جان مان کر ان کی تعظیم و توقیر بھی کی ہوگی اور مسلمان جان کر ان کی اقتداء میں نمازیں بھی پڑھی ہوگی تو یہ من شك فی كفره و عذابه فقد كفر یعنی جو شخص عقائد باطلہ والے کے کفر و عذاب میں شک کرے وہ خود کافر۔ اور من وقّر صاحب بدعة فقد اعان علی هدم الاسلام کی زد میں آئے یا نہیں؟ اگر نہیں تو کیوں اور کیسے؟ اور اگر آئے تو پھر

انھوں نے اس سے برأت ظاہر کب اور کیسے کیا؟ اس سے علی الاعلان توبہ کیا؟ کیونکہ اعلانیہ گناہ کا توبہ بھی اعلانیہ ہونا لازم ہے۔اور دیوبندی کی اقتداء میں پڑھی گئیں نمازیں دہرائیں؟ اگر نہیں تو مولانا جیش محمد صاحب اپنے ایمان کی فکر کریں۔ دوسروں کے ایمان کے لئے وہ خود اور ان کے اذناب اتنا فکرمند کیوں ہیں؟ پہلے اپنے ایمان کی خیر منائیں۔اگر تاہنوز توبہ نہیں کیا ہے تو اس کے انجام اور اس پر مرتب ہونے والے شرع کے احکام پر خود ہی غور کریں اور ان کے حامیان بھی غور کریں۔

شیشے کے گھر میں بیٹھ کر پتھر ہیں پھینکتے

دیوارآ ہنی پہ حماقت تو دیکھئے

ممکن ہے کے ان کے حامیان یہ گوشہ شونشہ نکالیں اور یہ تاویل کر بیٹھیں کہ جس وقت دیوبندی مدرسہ میں حصول تعلیم میں مصروف تھے وہ نابالغ تھے اور نابالغ غیر مکلّف ہوتا ہے یعنی نابالغ پر احکام شرع کی پابندی لازم نہیں ہوتی۔تو ان کے شاگرد نے جہاں ان کی تعلیم کا ذکر کیا ہے وہیں یہ لکھ کر

> حفظ کلام اللہ مکمل فرمایا یہ شعبان المعظم تھا اور اسی سال اپنے دولت کدہ کی مسجد میں تراویح پڑھائی۔ملخصاً

اس تاویل کا دروازہ بند کردیا اور یہ ثابت کردیا کہ سنّ بلوغ کو پہونچ چکے تھے۔

کیونکہ نابالغ کے پیچھے نماز تراویح صحیح نہیں ہوتی کما فی کتب الفقه۔جب تراویح کی نماز پڑھائی تو لازماً بالغ تھے اور بالغ مکلّف ہوتا ہے جس پر احکام شرع کی پابندی لازم ہوتی ہے۔

اتنی نہ بڑھا پاکی داماں کی حکایت

دامن کو ذرا دیکھ ذرا بند قبا دیکھ

☆☆☆☆☆

غلط پروپگنڈے

مولوی احمد حسین برکاتی اپنی کتاب کے صفحہ (۲۲) پر ایک سرخی لگایا ہے ''باسوپٹی کا مناظرہ'' جس کے ضمن میں لوگوں کو یہ باور کرانے کی کوشش کی ہے کہ باسوپٹی میں ہمارے حضرت نے وہابیوں سے مناظرہ کیئے اور بحیثیت مناظر خود رہے جس میں اہل سنت کے اکابر مناظر بھی تشریف فرما تھے۔ یہ تو اپنی جگہ صحیح ہے کہ ۱۳۹۲ھ میں باسوپٹی کے اندر اہلسنت اور وہابیوں کے مابین مناظرے کی بات ہوئی تھی اور اہل سنت کی جانب سے مناظرہ کی مکمل تیاری ہوگئی تھی حتٰی کہ اسٹیج بھی بن گیا تھا علاقہ سے عوام وخواص بھی کثیر تعداد میں اکٹھے ہوگئے تھے اور مولوی احمد حسین کی کتاب میں مذکور ہمارے اکابر مناظر اہل سنت بھی تشریف فرما ہوگئے تھے اور ان حضرات کے بیانات بھی ہوئے اور وہابیوں کو للکارا بھی تھا۔ مگر بحیثیت مناظر مولانا جیش محمد صاحب نہیں تھے۔ بلکہ حضرت علامہ مفتی محمد شریف الحق شارح بخاری علیہ الرحمہ اصل مناظر کی حیثیت سے مقرر ہوئے تھے۔ لیکن وہابی مناظر کا ایک فرد بھی حاضر نہیں ہوا تھا وہابی مناظر کی غیر موجودگی کا اقرار مولوی احمد حسین نے اپنے اس جملہ ''مگر غیر مقلد وہابی کا کوئی ایک فرد بھی حاضر نہ ہوسکا'' سے کیا ہے۔ اب غور کیا جائے کہ جب وہابی مناظر حاضر ہی نہیں ہوا

تو پھر مناظرہ کس سے ہوا کہ مولانا جیش محمد صاحب مناظر ہوگئے۔ باسوپٹی میں جس سال مناظرہ کی بات ہوئی تھی اور سارے انتظامات ہوگئے تھے۔ اس وقت مولوی احمد حسین طفل مکتب ہی تھے۔ کیوں کہ اس کے دس سال بعد اس کی فراغت ہوئی۔ راقم السطور کی فراغت ۱۳۹۲ھ میں ہوچکی تھی اور اس موقعہ پر باسوپٹی میں موجود تھا۔ بات دراصل یہ ہے کہ مولوی احمد حسین کو اس کے گرو نے غلط سبق جس طرح پڑھا دیا وہی یاد کر لیا اور اسی کو دُہرا دیا۔

پھر مولوی احمد حسین نے اپنی کتاب کے صفحہ (۲۴) پر لکھا ہے کہ ''اس طرح سے کئی ایک مناظرے بدمذہبوں سے آپ نے کیئے ہیں'' اگر واقعی انھوں نے کئی مناظرے بد مذہبوں سے کیئے تو کہاں کہاں، کس سال اور کس موضوع پر مناظرے کیئے؟ اس کی قدرے تفصیل کیوں نہیں لکھی گئی؟ جس طرح باسوپٹی کی نام زدگی کی گئی ہے۔ صرف یہ کہہ کر کہ کئی مناظرے کیئے۔ گذر جانا اس بات کی دلیل ہے کہ یہ غلط پروپگنڈے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ اب تک انھوں نے کہیں بھی کسی بدمذہب سے کوئی مناظرہ نہیں کیئے۔ میرے اس دعویٰ کو غلط ثابت کرنے کے لئے مولوی احمد حسین پر لازم ہے کہ وہ مختلف مقامات کے روداد مناظرہ پیش کردیں۔ اب آیئے ایک حقیقت کی نقاب کشائی کرتا ہوں۔

آج سے تقریباً چودہ پندرہ سال قبل ہمارے اس علاقہ کا ایک مولوی بنام محمد عظیم الدین آگے پوری جو پہلے سنی تھا وہ غیر مقلد وہابی ہوگیا اور جماعت اہل سنت کے خلاف

بے جا بکواس کرنے لگا، مسلک اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ جو فی الحقیقت مسلک امام اعظم ابو حنیفہ ہے اس سے لوگوں کو منحرف کرنے کی ناپاک سعی اپنی تقریر و تحریر کے ذریعے کرنا شروع کیا۔ کم خواندہ اور ناخواندہ لوگ تذبذب کے شکار ہونے لگے۔ ایسے وقت میں علاقہ کے اندر مسلک اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کے ٹھیکہ دار بنے بیٹھے جناب مولانا جیش محمد صاحب خاموشی کا مجسمہ بنے رہے اور ان کی جانب سے کوئی پیش رفت نہ ہوئی۔

اسی دوران مولانا عبدالجبار نوری گورھاڑوی نے مولانا جیش محمد صاحب سے بذریعہ فون گفتگو کرتے ہوئے ان سے کہا کہ مولوی عظیم الدین مسلک اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کے خلاف بکواس کر رہا ہے آپ نے اس کے تعلق سے کیا اقدام کیا؟ اس پر انھوں نے جواباً یہ کہا ارے کون عظیم الدین کہاں کا رہنے والا؟ مولانا عبدالجبار نے کہا کہ جلیشور سے جانب شمال کچھ فاصلہ پر آگے پور ایک چھوٹی سی بستی ہے وہاں کا رہنے والا عظیم الدین غیر مقلد ہو کر جماعت اہلسنت اور مسلک اعلیٰ حضرت کے خلاف اپنی تحریر شائع کر رہا ہے۔ اس کے تعلق سے میں پوچھ رہا ہوں کہ اس کے سد باب اور تحفظ مسلک اعلیٰ حضرت کی غرض سے آپ نے کیا اقدام کیا؟ مولانا جیش محمد صاحب نے جواب دیا یہ کباڑی کباڑی کا جھگڑا ہے ان کے اس جواب پر مولانا عبدالجبار نوری نے کہا۔ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کباڑی نہیں تھے وہ خان برادری سے تعلق رکھتے تھے اور انھیں کے مسلک کی مذمت کی جا رہی ہے اور آپ کہتے ہیں یہ کباڑی کا جھگڑا ہے۔ ان کے اس استفسار پر مولانا جیش محمد صاحب کا جواب یہ تھا۔ ارے بڑا مسلک کا درد ہے تو جاؤ بریلی

مولانا عبدالجبار نوری اپنے سوال اور ان کے جواب کو فون کی آواز اوپین (Open) کر کے بذریعہ ٹیپ کیچ کیئے۔ اس گفتگو کے وقت وہاں کچھ علماء بھی موجود تھے ان سبھوں نے سنا علاوہ ازیں علاقہ کے اکثر علماء کو یہ گفتگو سنا دی گئی۔ آج گفتگو کرنے والے اور سننے والے موجود ہیں۔ کسی کو شک ہو تو تفتیش کر سکتا ہے۔

قارئین حضرات! مولانا جیش محمد صاحب کے خط کشیدہ دو جملوں کو غور سے پڑھیں گے تو اول جملہ سے یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہو جائیگی کہ مسلک اعلیٰ حضرت کے خلاف اگر کوئی بکواس کرتا ہے تو اس کا دفاع کباڑی کرے کیوں کہ یہ کباڑی ہی کا مسلک ہے۔ ہم تو شیخ ہیں ہمارا یہ مسلک نہیں۔ مسلک اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کی آڑ میں ہمارا مسلک محض اپنی تعلّی و برتری ہے۔ علاوہ ازیں قومی و برادرانہ عصبیت کی جھلک بھی نظر آئیگی۔ اور دوسرے خط کشیدہ جملہ سے صاف واضح ہیکہ ہمارے سینہ میں مسلک اعلیٰ حضرت کا درد نہیں۔ اگر کوئی مسلک اعلیٰ حضرت کی مذمت کرتا اور اس سے تنفر دلاتا ہے اور اس کی وجہ سے کسی کو درد ہوتا ہے تو وہ اپنی دوا بریلی میں تلاش کرے۔ ہم تو بے پونجی کی ٹھیکہ داری کرنے والے اور سند تقسیم کرنے والے ہیں۔

اب مولانا جیش محمد صاحب کے مندرجہ بالا جملوں کی روشنی میں مولوی احمد حسین کی کتاب کے صفحہ (۲۴) پر درج یہ جملہ ''آپ ہی کے مساعی جمیلہ سے آج ملک نیپال میں سنیت باغ و بہار ہے'' دیکھئے اور سمجھئے کہ یہ غلط پروپگنڈہ ہے یا اس کو صداقت سے لگاؤ ہے اس کا فیصلہ قارئین حضرات ہی کر سکتے ہیں۔

علاقہ اور غیر علاقہ کا ہر فرد خواہ وہ عالم ہو یا جاہل، مرد ہو یا عورت، بوڑھا ہو یا جوان سب کو معلوم ہے کہ تقریباً سات سال قبل سے غیر مقلدین وہابی مولوی میتھلا ایف، ایم (Mithila F.M) کے ذریعے روزانہ دو بار انبیاء کرام علیہم الصلوۃ والسلام اور اولیاء عظام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی شان میں توہین و گستاخی اور معمولات اہلسنت کو شرک و بدعت بتا کر زہر افشانی کر رہا ہے اور لوگوں کو جماعت اہلسنت سے ہٹانے، بدعقیدگی کا جام پلانے اور گمرہی و ضلالت میں ڈھکیلنے کی ناپاک کوشش میں ہمہ تن مصروف اور سرگرم عمل ہے۔

مگر مولوی احمد حسین جن کے بارے میں یہ لکھ رہا ہے کہ انھیں کے دم سے سنیت باغ و بہار ہے وہ خواب خرگوش میں پڑے رہے حصول مال و زر میں مصروف رہے اور ان وہابیوں کا کوئی جواب نہیں دیئے تو انتظار شدید کے بعد حامیان زاہد ملت علیہ الرحمہ ہی ان غیر مقلدین کا دنداں شکن جواب دیئے اور تاہنوز دے رہے ہیں اور جانکی ایف ایم (Janaki F.M) کے ذریعہ ان وہابیوں کا رد بلیغ کرتے ہوئے تحفظ مسلک اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ میں سرگرم عمل ہیں جس پر ایک خطیر رقم کا صرفہ بھی ہو رہا ہے۔ اہل علاقہ سے یہ بات پوشیدہ نہیں۔ جبکہ ان حامیان زاہد ملت کے تعلق سے مولانا جیش محمد اور ان کے اذناب پھلواری بمعنی کافر ہونے کا تأثر اہل علاقہ و غیر علاقہ کے سامنے پیش کر رہے ہیں۔ حالانکہ حامیان زاہد ملت کا ایک فرد بھی موجودہ علماء پھلواری کا نہ تو مرید ہے نہ ان کا معتقد بلکہ کل کے کل پیران بریلی و مارہرہ مقدسہ کے مریدین و معتقدین اور مسلک اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کے علم بردار ہیں۔

نہ تم صدمے ہمیں دیتے نہ ہم فریادیوں کرتے
☆☆☆☆ نہ کھلتے راز سربستہ نہ یوں رسوائیاں ہوتی ☆☆☆☆

ماحصل

ماسبق تحریر سے معلوم ہو چکا ہے کہ حضرت زاہد ملت علیہ الرحمہ علاقہ کے اول عالم دین جو عبادت و ریاضت تقویٰ و طہارت میں یکتائے روزگار تھے جس کی نظیر فی زماننا اس علاقہ میں مفقود ہے۔ جن کی دینی و ملی و علمی خدمات سے آج یہ علاقہ منور ہے۔ انھوں نے اور ان کے شاگردوں نے مختلف مقامات پر وہابیوں سے مناظرہ بھی کیئے تھے اور مورچہ بھی سنبھالے تھے۔ جس کا تذکرہ اوپر ہو چکا ہے۔ حضرت زاہد ملت علیہ الرحمہ پھلواری شریف حضرت سید شاہ محی الدین علیہ الرحمہ کے مرید اور وہاں کے عقیدتمند تھے۔ جس کی بنا پر باغی زاہد ملت ان کو ایمان و اسلام سے خارج جانتے اور مانتے ہیں۔ اگر ان کی تکفیر کی بنیادی وجہ یہی ہے تو ہمارے اکابرین اہلسنت وہاں کے مرید اور عقیدتمند رہ چکے ہیں اور ان حضرات کا سید شاہ بدرالدین اور سید شاہ محی الدین علیہما الرحمہ سے تعظیم و توقیر کے ساتھ اختلاط رہا ہے جب کہ مولانا جیش محمد ان دونوں حضرات کو بدعقیدہ و مرتد گردانتے ہیں۔ معاذ اللہ۔ اس طرح پورے ہندوستان و نیپال میں کوئی بھی مسلمان نہیں رہ پائیگا العیاذ باللہ۔ کہ بلاواسطہ یا بالواسطہ وہاں سے اختلاط کا ثبوت ملتا ہے۔

علاقہ میں وہابیوں نے جب بھی مسلک اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ اور معمولات

اہل سنت کے خلاف زبان درازی کی اور عوام اہلسنت کو گمرہی وضلالت میں ڈھکیلنے کو سر گرم ہوئے تو اس موقعہ پر مسلک اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کی سند تقسیم کرنے والوں پر خاموشی وسردمہری چھائی رہی۔ ایسی گھڑی میں وہابیت کی سرکوبی کے لیئے اور تحفظ مذہب ومسلک کے لئے حامیان زاہد ملت ہی سرگرم عمل ہوکر بذریعہ تقریر وتحریر میدان میں آئے اور بدمذہبوں کا جواب دیئے۔ چنانچہ حامیان زاہد ملت سے موجودہ امین شریعت حضرت مولانا مفتی محمد اسرائیل رضوی فخر نیپال کا نام سرفہرست آتا ہے کہ جنھوں نے بدمذہبوں کے سوالوں کے جواب دیئے۔ عظیم ورحمت جب غیر مقلد ہوکر مسلک اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کے خلاف اپنی تقریر وتحریر سے عوام کو بہکانا چاہا تو اس وقت ''احقاق حق و ابطال باطل'' نام کا اشتہار شائع کر کے عوام کو ان دونوں کے مکروفریب اور بدعقیدگی سے آگاہ کیا۔ غیراللہ کے مشکل کشا ہونے پر اعتراضات آئے تو ''مشکل کشا'' نام کی ایک کتاب مدلل ومبرہن کر کے منظر عام پر لائے۔ جب اجماع وقیاس کے دلائل شرعیہ ہونے سے انکار کیا گیا تو بنام ''اجماع وقیاس کی شرعی حیثیت'' کتاب لکھ کر اور جب بزرگوں کے تبرکات سے حصول برکت کو شرک وبدعت بتاکر عوام کو گمراہ کرنے کی کوشش کی گئی تو ''آثار وتبرکات کی شرعی حیثیت'' تحریر کر کے موجودہ وآئندہ نسل کو مشعل راہ عنایت کیئے۔ اور وہابیوں کے دام فریب وگمرہی سے بچنے کا سامان اہل علاقہ کے لئے فراہم کردیئے۔

جب غیر مقلدین بذریعہ ایف ایم (F.M) بکواس کرنا شروع کیئے اور ٹھیکہ دار

لوگ چپکی سادھے رہے تو انتظار شدید کے بعد حامیان زاہد ملت ہی علماء کرام کا ایک وفد زیر قیادت جناب مولانا مفتی محمد عثمان برکاتی بانی ومہتمم دارالعلوم فیضان مدینہ جنکپور کمر بستہ ہوا۔ اور ایف ایم (FM) کا جواب ایف ایم (FM) سے دیگر ہمارے علماء کرام وہابیت کے چھکے چھوڑائے اور چھوڑا رہے ہیں۔ جس کے لیئے زرکثیر کا صرفہ بھی کر رہے ہیں۔ کسی نے ان ٹھیکہ دار سے کہا کہ حامیان زاہد ملت وہابیوں کا جواب ایف ایم (FM) سے دے رہے ہیں اور آپ خاموش ہیں تو ٹھیکہ دار کا جواب یہ تھا۔ جاہل کا جواب جاہل لوگ دے رہے ہیں۔ نہایت افسوس کے ساتھ غور طلب مقام ہے۔ گویا ملک نیپال میں تنہا یہی ایک عالم دین ہیں باقی سب جاہل۔ اور یہی مسلک کے ٹھیکہ دار ہیں۔

خرد کا نام جنوں رکھ دیا جنوں کا خرد
جو چاہے آپ کا حسن کرشمہ ساز کرے

اگر بروز قیامت سرکار اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان اس ٹھیکہ دار سے یہ پوچھ دیں کہ تم ملک نیپال میں ہمارے مسلک کے ٹھیکہ دار تھے وہابیوں نے میرے مسلک کے خلاف بکواس کیا تم بحیثیت ٹھیکہ دار کیا ذمہ داری نبھائے تو اس وقت یہ کیا جواب دیں گے۔

جب سرمحشر وہ پوچھینگے بولا کے سامنے
کیا جواب جرم ہوگا اِن کا اُن کے سامنے

مولانا جیش محمد صاحب جواب دیں

١) ثبوت کفر کے لئے ثبوت قطعی ضروری ہے یا ثبوت غیر قطعی سے بھی کفر ثابت ہو جاتا ہے؟

٢) حضرت حافظ زاہد حسین علیہ الرحمہ کی تکفیر کے لئے آپ کے دلائل قطعیہ ہیں یا دلائل غیر قطعیہ؟

٣) حضرت حافظ زاہد حسین علیہ الرحمہ کا سید شاہ محی الدین سے مرید ہونے اوران کے پیر کا عدم تکفیر دیابنہ کا علم رکھتے ہوئے ان سے ادب واحترام کے ساتھ اختلاط رکھنے والے پر شریعت کا کیا حکم نافذ ہوتا ہے؟

٤) ایک مسلمان کی گواہی پر کسی شخص کے ایمان کا ثبوت ہوگا یا نہیں؟

٥) کسی کے انتقال کے بعد اس کی بدعقیدگی کے تعلق سے کسی مضمون نگار کا اپنا مضمون کسی ماہنامہ میں شائع کر دینا عندالشرع دلائل قطعیہ ہیں یا نہیں؟

٦) کسی کا کفر کسی کے نزدیک ثابت ہوا س کا فی الفور ظاہر نہ کرنا اور دس برس تک چھپائے رکھنا کتمان کفر ہے یا نہیں؟

٧) کتمان کفر کرنے والے پر شریعت کا کیا حکم نافذ ہوتا ہے؟

٨) ہمارے اکابرین اہل سنت جن کا اختلاط پیران پھلواری سے رہا ان پر شریعت کا

حکم آپ کی تحقیق کی بنا پر کیا ہوگا؟

٩) حضرت علامہ ارشد القادری علیہ الرحمہ واستاذ نا المحترم حضرت مولانا جید القادری صاحب قبلہ سید شاہ محی الدین کے نام کے ساتھ ''رحمۃ اللہ علیہ'' تحریر فرمائے ہیں تو ان دونوں حضرات پر آپ کا کیا حکم نافذ ہوگا؟

١٠) مولانا سید الزماں حمدوی صدیقی مجیبی پوکھریروی، مولانا شبنم کمالی صدیقی مجیبی پوکھریروی، مولانا محمد منظور احمد مجیبی صدیقی بسوریا، الحاج محمد صفدر علی صدیقی مجیبی متونا اور الحاج محمد فرزند علی انصاری مجیبی سورسنڈ وغیرہم جو شاہ محی الدین پھلواری کے مریدین اور افراد خانقاہ مجیبیہ کے معتقدین سے تھے ان لوگوں پر کیا حکم نافذ ہوتا ہے؟

١١) خانقاہ مجیبیہ پھلواری میں جب شاہ بدرالدین سے بدعقیدگی کا آغاز ہوا تو ان حضرات کے تعلق سے ہمارے اکابرین اہل سنت مثلاً حضور سرکار اعلیٰ حضرت، حضور مفتی اعظم ہند، حضور صدرالشریعہ، حضور ملک العلماء، حضور مجاہد ملت، حضور حافظ ملت، حضور علامہ ارشد القادری علیہم الرحمہ والرضوان کا اجتماعی یا انفرادی موقف کیا ہے؟

١٢) مولوی ابوالکلام حامی ترک موالات کی تحریک پر سید شاہ بدرالدین پھلواری ١٩؍شوال ١٣٣٩ھ جب ہندوستان کے صوبہ بہار واڑیسہ کے لیئے علماء بہار وعوام کی موجودگی میں ایک مجمع عام کے اندر امیر اسلام منتخب ہوئے اور یہ اعلان ہوا کہ امیر اسلام کے ہاتھ پر بیعت کریں۔ تو ٣٠؍ذی الحجہ ١٣٣٩ھ داناپور پٹنہ سے سید شاہ بدر

الدین کے امیر اسلام ہونے نہ ہونے اور ان کے ہاتھ پر بیعت ہونے نہ ہونے کے تعلق سے سرکار اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمہ کی بارگاہ میں آپ کے وصال سے تقریباً دو ماہ قبل استفتاء کیا گیا۔ اس استفتاء کے جواب میں آپ نے شاہ بدرالدین کی نہ کوئی مخالفت کی نہ ہی ان کے ہاتھ پر بیعت کرنے نہ کرنے سے منع فرمایا اس کی وجہ کیا ہوسکتی ہے؟ جبکہ آپ سید شاہ بدرالدین کی بدعقیدگی امیر اسلام منتخب ہونے ہی کے روز سے ثابت کرتے ہیں۔ جیسا کہ آپ کی کتاب کے صفحہ (۵۷) سے ظاہر ہے۔

واضح ہو کہ یہ استفتاء مع جواب سنی دارالاشاعت مبارک پور سے شائع ہونے والا فتاویٰ رضویہ غیر مترجم جلد ششم صفحہ (۲۰) پر درج ہے۔

نوٹ = حامیان زاہد ملت علیہ الرحمہ سے کوئی بھی نہ تو پھلواری کا مرید ہے نہ وہاں سے کوئی راہ ورسم ہے اور نہ ہی وہاں کے حامی ہے۔ بلکہ محض احقاق حق وابطال باطل مطلوب ہے۔

☆☆☆☆☆

مفسد اعظم نیپال مولوی جیش محمد کے ذاتی وفکری معتمد خاص اور ترجمان اعظم مولوی احمد حسین برکاتی کی دو اہم خصوصیات

خصوصیت اول - مولوی احمد حسین برکاتی (مرتب مفتی اعظم نیپال) مولوی جیش محمد کے ایسے محبوب نظر شاگرد خاص ہیں کہ جب یہ مولوی جیش محمد کی درسگاہ فن وعمل سے مکمل مستفید ہوکر دارالعلوم اشرفیہ مبارکپور داخل ہوئے تو مولوی جیش محمد نے فرط لقاء ومحبت اور غم مفارقت کے جذبات میں سرشار ہوکر مشفق استاذ نے اپنے فرماں بردار شاگرد کو عربی زبان میں ایک خط لکھا جسکو من وعن ذیل میں شائع کیا جارہا ہے اور جان بوجھ کر اس کا اردو ترجمہ حذف کیا جارہا ہے تا کہ یہ رازہائے سربستہ سب پر عیاں نہ ہوں۔

(مولانا جیش محمد کے خط کا عکس)

من دار العلوم الحنفية ٧٨٦ / ٩٢ ١٤٠٠/١١/١٩ھ

عزيزى المولوى احمد حسين حفظك الله من الرين والشين .بعد الدعاء التام واهداء السلام .اقول لک قولا لينا جميلا لا شديدا.ان المكتوب الكاشف عن وجهه المطلوب الكاشف .ورد عندالمسئول من لدى المقبول لختاً فاخذت بيدى فرحا ونظرت بعينى سرورا وقرأت بلسانى جهرا وسمعت بسمعى انبساطا كيف ابين و اعبر لک وكيف اصف و اظهر لک.السرور

الذی حصل عندالقرأة سئلتَ عن احوال المدرسة بالکتابة .فاعلم ان کیفیات
دارالعلوم حنفیة بفضل الواهب العلوم العقلیة والنقلیةقویة لیست
کالسنةالماضیة ضعیفة .مع انه الی الآن ماکمل سقف الحنفیة .لفقدان الاسباب
البنائیة وتهئی الجزوع لا لسقوف الرواقیة .التمس الیک ادع لتکمیل بناء
الدار الدرسیة .انا ادعولک بالصحة والعافیة وبالعلوم الدینیة والدنیویة .واسئل
بالله لنا باتباع اهل السنة والجماعة الناجیة العالیة الهادیة المهدیة وبالاعراض
کل الاعراض عن کل الفرقة الضالة المضلة الطاغیة الباغیة .

الا ادلک علی الکلمة الاخری التی هی لک البشری الیوم بعد
الصلوة الوسطی قبل الضحی اعنی بعد الصلوة الفجریة نمت بالنوم نوم
المرضیة .فاذا انت فی الرؤیا آخذا فی الفم سجارة بمدرسة الدیابنة الملاعنة
علی الطریقة التی لیست من الآداب المرضیة .ورأیت کثیرا من الاشیاء سواه
اخبرک عنها عندالمصادفة بین لِمَ اتیت عندی فی الرؤیا ما ذاکنت ترید فیها
؟فهل تفهم؟انا افهم انت هنا جسما وشخصا وههنا روحا ونفخا .اما الروح ففی
المنام .واما النفخ ففی الوسادة .وهذه الوسادة تحت جمجمتی مرة وتحت
رکبتی مرة اخری .فهل فهمت عن النفخ الا وهوالنفخ الذی نفخت فی الوسادة
هذا موجود فیها الی الآن ومضی من الزمان .

والسلام

طالب الدعا :العاصی جیش محمد صدیقی البرکاتی حوفظه عن المعاصی

۱۴۰۰/۱۱/۱۹ھ

خصوصیت دوم - معتبر ذرائع سے معلوم ہوہے کہ قصبہ سورسنڈ میں ایک مشہور ومعروف
خاندان ہے جسکی غالی قسم کے کچھ دیوبندی وہابی سے خاص رشتہ داری ہے اوراس
خاندان کا ان دیوبندی وہابی رشتہ داروں کے یہاں خوب آنا جانا ہے اورتادم تحریر دونوں
طرف کے لوگ حج وزیارت اورخوشی وغم کے موقعہ سے ہر ایک کو مدعو کرتے ہیں اور
دونوں ایک دوسرے کے یہاں خوب آتے جاتے ہیں اور مکمل طور پر اپنی رشتہ داری
نبھاتے ہیں۔جسکو سارے اہل علاقہ جانتے ہیں۔

اس کے باوجود مولوی احمد حسین برکاتی اس خاندان کی ان قابل اعتراض
حرکات وسکنات کو قطعی وحتمی طور پر جاننے کے باوجود باہم مقاربت وموالات اوردینی و
دنیاوی مکمل تعلقات رکھتے ہیں جس کا پورا پورا علم وعرفان مفسد اعظم مولوی جیش محمد کو
ہے۔

تعزیتی خطوط کا عکس ملاحظہ کریں

۲۶۲

حضرت مولانا سید نجم الحسن صاحب رضوی علیہ الرحمۃ

خیرآباد ضلع سیتاپور ۲۶ مئی ۸۵ء

عزیز گرامی قدر رضوان میاں سلمہٗ

سلام مسنون و دعاء

کل پھلواری شریف کی آمدہ ایک تحریر سے صاحب سجادہ شاہ امان اللہ صاحب کے دفعتاً حادثۂ رحلت کا علم ہوا۔ بڑا ہی المناک اور حسرت انشان یہ سانحہ ہے۔ میری نظروں میں ابھی وہ نقشہ ہے جب اجمیر شریف میں ہم لوگوں کا ساتھ تھا۔

خیال تھا کہ ایک بار پھلواری شریف حاضر ہو کر ان کی اور زیارت کر لوں پر اپنی صحت کی خرابی سے معذور رہا۔ ادھر کارکنان قضا و قدر نے ان کی حیات کا دروازہ بند کر دیا۔ ان کی ذات اس وقت بہار کے مسلمانوں کے لئے بڑی نعمت تھی۔

آپ پر جو گذری ہوگی وہ بیان سے باہر ہے۔ اب جبکہ وہ ہم میں نہیں ہیں تو سب سے بڑی خدمت ان کی یہی ہے کہ ایصال ثواب اور دعا کا تحفہ پیش کیا جائے۔

خداوند تعالےٰ آپ کو ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔

اپنے اور بھائیوں سے میری جانب سے اظہار غم و افسوس کر دیجئے۔

فقط شریک غم

نجم الحسن عفی عنہ

ـــــ ہم صدمہ پہونچا ہے۔ میں ان دنوں کراچی میں تھا۔ الٰہ آباد پہونچنے پر

۲۶۹

جناب مولانا ارشد القادری صاحب، جمشید پور۔

بنام حضرت

کرمی زیدت مکارمکم   سلام مودت

یورپ اور سعودی عرب کے سفر سے واپسی پر کل اچانک اس عظیم حادثے کو انتہائی صدمہ پہنچا۔ مولا تعالیٰ آپ حضرات کو صبر و قرار مرحمت فرمائے اس مقدس خانقاہ کی برکتوں کا سرچشمہ بنائے۔

تعزیت کے لئے میں جلد ہی حاضر ہوں گا۔

حضرت صاحب سجادہ کی ذات اس دور پرفتن میں اپنے اسلا[ف کی یادگار]
تھی۔ آہ! کہ یہ آخری چراغ بھی گل ہو گیا۔

شریک ـــ
ارشد القادری

جناب مولانا سید شاہ عزیز احمد صاحب۔ سجادہ نشین خانقاہ حلیمیہ ابوالعلائیہ

۴ رمضان المبارک ۱۴۰۵ھ مطابق ۲۵ مئی ۱۹۸۵ء

برادرم و عزیزم سید شاہ رضوان ا[للہ]

السلام علیکم ورحمۃ ا[للہ]

والد ماجد حضرت علامہ سید شاہ امان اللہ مجیبی پھلوار[وی]
کے وصال نے عظیم صدمہ پہونچایا ہے۔ میں ان دنوں کراچی میں

اس افسوسناک سانحہ کی خبر ملی۔ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے
صدقہ میں غریق رحمت فرمائے۔ صوبہ بہار کے سجادہ نشینان میں وہ بڑی انفرادی علمی
حیثیت کے مالک تھے۔ ان کی زبانی وقلمی خدمات کو ہمیشہ نگاہ قدر سے دیکھا
جائے گا۔ مرحوم کے اوصاف ومحاسن اور دینی سرگرمیوں کا ایک بڑا الیقہ دل اثر ہے۔
حضرت کے بے شمار عقیدت مندوں مریدوں اور آپ حضرات کو اللہ تعالیٰ صبر جمیل عطا
فرمائے۔ آمین۔

یہ سن کر مسرت ہوئی کہ حضرت علیہ الرحمۃ کے فاتحہ سوم کے موقعہ پر آپ کی
باقاعدہ رسم سجادہ نشینی ادا کر دی گئی۔ میری جانب سے بارکباد قبول ہو۔ اللہ تعالیٰ
آپ کو اپنے اسلاف عظام علیہم الرحمۃ اور خاندانی روایات کا سچا و پاسبان محافظ بنائے
اور اخلاق وکردار کا علمبردار بنائے۔ انشاء اللہ فاتحہ چہلم کے موقعہ پر حاضر ہونے کی
کوشش کروں گا۔

جملہ پرسان حال کو میری جانب سے سلام مسنون اور دعاء

دعاگو

محمد [illegible]

جناب مولانا مفتی انیس عالم صاحب۔

سیوان۔ ۱۹/۵/۸۵

بعد سلام ورحمت وادعیہ مالوفہ

کل چھ بجے شام کو حسین وفانہ قادری مجیبی کی زبانی حضور نور اللہ مرقدہ کے
انتقال پر ملال کی خبر سن کر دل ودماغ ماؤف ہوگیا۔ آہ صد آہ کل نفس ذائقۃ الموت

سچ ہے آہ پھلواری شریف نہیں بلکہ صوبہ بہار کا آفتاب رشد وہدایت غروب
ہوگیا۔ ہم بیکسوں کا سہارا ٹوٹ گیا مرشد مشفق ہادی نگاہوں سے اوجھل ہوگیا آہ

کیوں اماں آج گلی سونی ہے
اٹھا میرے دھوم مچانے والے

آہ یہ کیا ہوگیا آہ یہ عالم اندھیرا ہوگیا۔ کیا اسی روح فرسا خبر کو سننے کے
لئے اب تک بقید حیات صاحب فراش ہوں۔ آہ کیا کہوں۔

میں فرط غم سے نڈھال ہوں میں سراپا رنج وملال ہوں
جو لکھے ہیں میرے نصیب میں یہ الم کسی کو خدا نہ دے

میرے عزیز! میری یہ شومئ قسمت ہے کہ اس وقت مرشد برحق
کے مزار پر انوار کی حاضری اور مجلس سوم اور ۲۰ تاریخ کے فاتحہ میں مسلسل
علالت بے حد ضعف ونقاہت کی وجہ کر شرکت سے بھی معذور ہوں۔
ضعف وبصارت کے باعث از خود تعزیت نامہ لکھنے سے بھی مجبور
ہوں۔ خداوندا ہم بدنصیبوں کے حال پر رحم فرما اور حضور سیدی مرشدی
الحاج سید شاہ محمد امان اللہ صاحب قادری کی قبر انور کو رحمت وقربت کے سبزہ و
شاداب پھولوں سے بھر دے اور پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق عطا فرمائے آمین

بجاہ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ اجمعین۔

والسلام خیر الختام

غم زدہ بےبسی وبیکس

فقیر محمد انیس عالم قادری غفرلہ

جناب مولانا علی احمد جید القادری

خانقاہ آبادانیہ مجیبیہ سرکانہی شریف

حضور سیدی و سندی دامت برکاتہم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ

اخبارات کے ذریعہ حضور صاحب سجادہ آستانہ عالیہ مجیبیہ کے وصال پر ملال کی خبر وحشت اثر ملی سخت صدمہ ہوا مولیٰ تعالیٰ انہیں جنت الفردوس میں مخصوص مقام عنایت فرمائے اور ان کے جانشین کے ذریعہ ان کے فیوض و برکات سے اہل طریقت کو مالا مال فرمائے۔

اہل خانہ سے تعزیت پیش فرما دیں۔ دعاؤں میں یاد رکھیں۔

والسلام مع الاحترام

دعاء جو

نیاز مند آستانہ مجیبیہ

فقیر علی احمد جید القادری

از سیدنا حضرت علامہ مولانا محمد امان اللہ قادری صاحب قبلہ مدظلہ سجادہ نشین

خانقاہ مجیبیہ پھلواری شریف

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ اللّٰھم صل علیٰ سیدنا شفیع المذنبین وعلیٰ آلہ وصحبہ وسلم۔

ہمارے مخلص مولانا محمد حسین صدیقی صدر مدرس مدرسہ فیض الغرباء آرہ نے اپنی کتاب "اعجاز النبی" مجھے مطالعہ کیلئے عنایت کی جس کا مطالعہ میں نے کیا۔ مولانا نے اس کتاب میں شفاعت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق صحیح احادیث کو جمع کر دیا ہے اور اسکی آسان اور عام فہم تشریح بھی کر دی ہے۔ یہ کتاب کم علم سنیوں کیلئے بہت مفید ثابت ہوگی۔ اللہ تعالیٰ مؤلف کو جزائے خیر عطا فرمائے اور اس کتاب کو مقبول خاص و عام کرے۔

محمد امان اللہ قادری پھلواروی

حوالہ نمبر ۲

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوقًا ۝

(کہ آیا حق اور مٹ گیا باطل بیشک باطل کو مٹنا ہی تھا)

مسمیٰ بہ

انوار المصطفویہ فی رد نجدیہ

مصنفہٗ

محمد منظور احمد عفی اللہ عنہ قادری رضوی مجیبی صدر مدرس

مدرسہ رضاء العلوم موضع و ڈاکخانہ کھوان دایا بہیار ضلع مظفر پور (بہار)

شائع کردہ

انجمن اہل سنت جماعت شمالی ضلع مظفر پور

دی آزاد پریس سبزی باغ پٹنہ

قیمت عہ

AAEENA-E- HAQQ NUMA
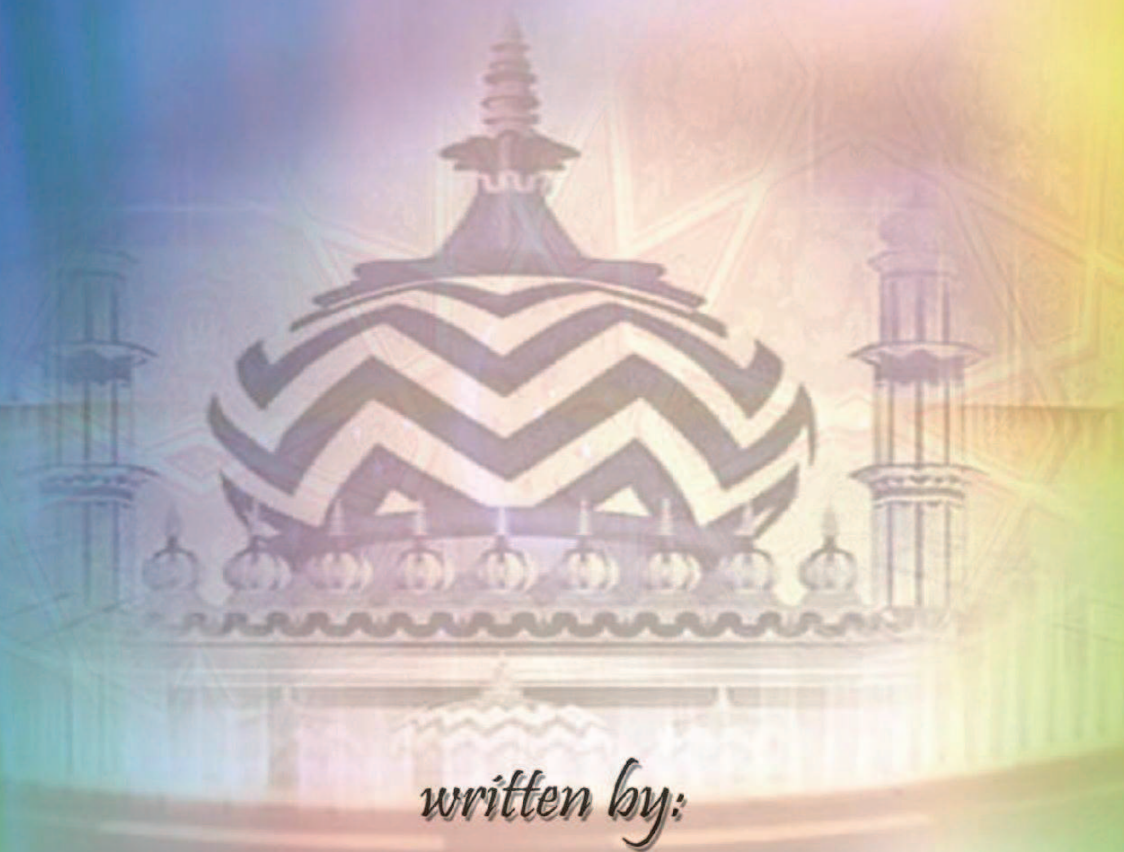
written by:

Hazrat Maulana mofti mohammad Usman Razwi

publisher

Zahid-e- Millat Trust

Alipatti Sharif, Dist. Mahottri (Nepal)